9/21

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار:

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

مؤرخہ:- ۲۷ ستمبر ۱۹۶۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : مَنْ قَالَ آخِرَ کَلَامِہٖ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَالْحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ۔

ترجمہ :- حضرت معاذ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ، کہ جس کا آخری کلام " لا الہ الا اللہ " یعنی اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے ، ہوا تو وہ جنت میں داخل ہوگا امام ابو داؤد اور حاکم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ "رَوَاہُ مُسْلِمٌ"۔

ترجمہ :- حضرت ابو سعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے مرنے والوں کو " لا الہ الا اللہ " کی تلقین کرو (ان کے سامنے پڑھا کرو) (مسلم)

عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ : دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَبِیْ سَلَمَۃَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُہٗ فَاَغْمَضَہٗ ثُمَّ قَالَ : اِنَّ الرُّوْحَ اِذَا قُبِضَ تَبِعَہُ الْبَصَرُ فَضَجَّ نَاسٌ مِّنْ اَہْلِہٖ فَقَالَ : " لَا تَدْعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اِلَّا بِخَیْرٍ ، فَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ یُؤَمِّنُوْنَ عَلٰی مَا تَقُوْلُوْنَ " ، ثُمَّ قَالَ " اَللّٰہُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ سَلَمَۃَ وَارْفَعْ دَرَجَتَہٗ فِی الْمَہْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْہُ فِیْ عَقِبِہٖ فِی الْغَابِرِیْنَ ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَہٗ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ ، وَافْسَحْ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ وَنَوِّرْ لَہٗ فِیْہِ " ، رواہ مُسْلِمٌ

ترجمہ :- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا ، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوسلمہ (ان کے شوہر) کے پاس آئے ، اور ان کی آنکھیں پتھرا چکی تھیں ، آپ نے اپنے ہاتھ سے ان کو بند کر دیا ، پھر فرمایا کہ جب روح قبض کر لی جاتی ہے ، تو اس کی بینائی بھی اس کے پیچھے جاتی ہے ، ابوسلمہ رضؓ کے گھر لوگ رونے اور چلانے لگے ۔ آپ نے فرمایا ، اپنے نفسوں پر بھلائی کے علاوہ اور کوئی دعا نہ کرو ۔ اس لئے کہ ملائکہ جو کچھ تمہاری زبانوں سے نکلتا ہے اس پر آمین کہتے ہیں ، پھر فرمایا اے اللہ ابوسلمہ رضؓ کی مغفرت فرما ، اور اس کا درجہ بلند فرما ، اور اس کو ان لوگوں میں شامل فرما دے ، جن کو راہ مستقیم بتائی گئی ہے ، اور اس کے پسماندوں میں اس کے بعد اس کے لئے خلیفہ بنا دے ، اور اے رب العالمین اس کو اور ہم کو بخش دے اور اس کی قبر پر کشادگی کر ، اور اس کے لئے اس کی قبر کو منور کر دے (مسلم)

عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِیْضَ اَوِ الْمَیِّتَ فَقُوْلُوْا خَیْرًا ، فَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ یُؤَمِّنُوْنَ عَلٰی مَا تَقُوْلُوْنَ قَالَتْ فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ سَلَمَۃَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اَبَا سَلَمَۃَ قَدْ مَاتَ قَالَ : قُوْلِیْ اَللّٰہُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلَہٗ وَاَعْقِبْنِیْ مِنْہُ عُقْبٰی حَسَنَۃً " فَقُلْتُ فَاَعْقَبَنِیَ اللّٰہُ مَنْ ہُوَ خَیْرٌ لِّیْ مِنْہُ : مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ ھٰکَذَا ، اِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِیْضَ اَوِ الْمَیِّتَ ، عَلَی الشَّکِّ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَغَیْرُہٗ الْمَیِّتَ ، بِلَا شَکٍّ

ترجمہ :- حضرت ام سلمہ رضؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم مریض کے پاس یا میت کے پاس حاضر ہوئے ، تو خیر بات کہو اس لئے کہ ملائکہ جو کچھ تم کہتے ہو ، اس پر آمین کہتے ہیں ، بیان کرتی ہیں کہ جب ابوسلمہ رضؓ کا انتقال ہو گیا ، تو میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی ، اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ابوسلمہ رضؓ انتقال فرما گئے ، آپ نے فرمایا ، یہ کہہ ، کہ اے اللہ میری اور ابوسلمہ رضؓ کی مغفرت فرما ، اور اس کے بدلہ میں مجھ کو اچھا عوض عطا فرما (حضرت ام سلمہ رضؓ کہتی ہیں) سو میں کہتی ہوں کہ اللہ رب العزت نے مجھ کو عوض میں وہ ذات عطا فرمائی ، جو کہ ابوسلمہ رضؓ سے (یقیناً) افضل اور بہتر ہے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم امام مسلم نے اس حدیث کو اسی طریقہ سے روایت کیا ہے ، کہ جب تم مریض یا میت کے پاس حاضر ہو شک کے ساتھ اور ابو داؤد وغیرہ نے لفظ " میت بغیر شک کے نقل کیا ۔

عَنْہَا قَالَتْ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِیْبُہٗ مُصِیْبَۃٌ فَیَقُوْلُ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ : اَللّٰہُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْہَا اِلَّا اَجَرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مُصِیْبَتِہٖ وَاَخْلَفَ لَہٗ خَیْرًا مِّنْہَا قَالَتْ : فَلَمَّا تُوُفِّیَ اَبُوْ سَلَمَۃَ قُلْتُ کَمَا اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْلَفَ اللّٰہُ لِیْ خَیْرًا مِّنْہُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ :- حضرت ام سلمہ رضؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے ، کہ کوئی بندہ ایسا نہیں جس کو کوئی مصیبت لاحق ہوتی ہے ، پھر وہ اس پر کہتا ہے ،

(باقی بر ص ۱۸)

ہفت روزہ — خدام الدین — لاہور

فون ۶۷۵۴۵ — ایڈیٹر: مناظر حسین نظر

سالانہ چندہ ۱۱ روپے — ششماہی چھ روپے

جلد ۹ — ۲۷ ستمبر ۱۹۶۳ء ۸ رجمادی الاولی ۱۳۸۳ھ — شمارہ ۲۱

مُعمّہ بازی کی لعنت

لاٹری اور معمّہ بازی کا کاروبار ایک یورپین لعنت ہے جو کچھ سالوں سے ہمارے ملک میں بھی عام ہوتی چلی جا رہی ہے۔ جس طرف دیکھو کالج کے طلباء، دفتروں کے ملازم اور عوام سب ہی اس کا شکار نظر آتے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے یہ وبا صرف چند انگریزی اخبارات تک محدود تھی، لیکن جب سے اردو میں اس کا سلسلہ شروع ہوا ہے اقتصادی بحران کے مارے ہوئے عوام کی حریصانہ توجہ نے اسے پھلنے پھولنے میں حد سے زیادہ مدد دی ہے۔ اور حال یہ ہو گیا ہے کہ بے شمار معمّے عوام کی جیبوں پر دن دہاڑے ڈاکہ مار رہے ہیں لیکن کوئی نہیں جو اس لوٹ کھسوٹ کا سدباب کر سکے۔

اس کے فروغ کا ایک سبب یہ بھی ہے۔ کہ اکثر مسلمان اپنی کم علمی یا فریب نفس کے باعث یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اس میں شرعاً کوئی حرمت نہیں اور یہ ایک طرح کا علمی اور دماغی کاروبار ہے حالانکہ ان کا یہ مفروضہ از روئے شریعت قطعی غلط اور خلاف اسلام ہے ـــ شریعت مطہرہ نے قمار بازی کی ہر صورت کو حرام مطلق قرار دیا ہے۔ خواہ وہ لاٹری یا معمّہ بازی کی صورت میں ہو یا ریس کھیلنے اور تمبولا وغیرہ کی شکل میں سامنے آئے ـــ مگر ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جس طرح بے شمار حرام چیزوں کی شرعی حرمت سے واقفیت کے باوجود اہل اسلام انہیں اپنائے ہوئے ہیں۔ اسی طرح معمّہ کو بھی انہوں نے نہیں چھوڑا اور بعض تو اپنے ضمیر کی تسکین اور خود فریبی کے لئے خواہ مخواہ کی دلیلیں گھڑنے سے بھی دریغ نہیں کرتے اور اکثر ایسے بھی ہیں جنہوں نے حرمت

اِعتذار

ہفتہ وار خدام الدین مورخہ ۱۳ ستمبر ۶۳ء کے صفحہ نمبر ۸ کالم نمبر ۱ سطر ۶ و ۷ پر ایک صاحب قلم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم کے بارے میں ایک ایسی بات لکھ دی جو علماء امت کے نزدیک مختلف فیہ ہے اور ہمارے اکابر دیوبند نے اس سلسلہ میں سکوت کی تلقین فرمائی ہے بدقسمتی سے مضمون کو کاتب کے حوالے کرتے وقت یہ سطور سہو نظر کے باعث قلمزد نہ کی جا سکیں اور اسطرح دیوبندی مسلک کے خلاف نادانستہ طور پر یہ الفاظ شائع ہو گئے جس کیلئے ہم بصمیم قلب اظہار معذرت کرتے ہیں اور اس کوتاہی پر سخت نادم ہیں

(ادارہ)

کو تسلیم کرتے ہوئے بطور گناہ کے اس شغل کو جاری رکھا ہوا ہے ـــ تاہم اس وقت ہمیں معمّہ بازی اور اسی قسم کی دوسری خرافات کو خالص قمار بازی اور حرام مطلق ثابت کرنے کے لئے شرعی دلائل دینا مقصود نہیں کیونکہ اہل علم کے نزدیک اس کی حرمت بدیہیات میں داخل ہو چکی ہے۔ بلکہ اپنے فریب زدہ بھائیوں اور نوجوانوں کو یہ بتانا مطلوب ہے... کہ آخرت کا نقصان تو ایک طرف رہا محض دنیاوی فائدہ بھی جس کی خاطر وہ اس شغل حرام میں منہمک ہیں کسی صورت سے اس کاروبار میں حاصل نہیں ہو سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ ڈاکوؤں اور لٹیروں نے فنکارانہ طریقوں پر عوام کی تباہی اور اپنے پیٹ کے دوزخ کو بھرنے کے لئے دجل و مکاری کے یہ مضبوط جال بُن رکھے ہیں تاکہ لالچ میں آگے بڑھنے والے حریص طائر ان میں پھنسیں وہ دلفریب اعلانات، طلسمی وعدے جعلی سکیمیں اور امید افزا ضمانتیں غربت کے مارے ضرورت مند لوگوں کے سامنے پیش کر کے انہیں اپنے دام تزویر میں پھنساتے ہیں اور عوام نت نئے دھوکے کھانے پر تیار رہتے ہیں۔ اور اس طرح پلیہ حاصل کرنے کی امید میں جیبیں خالی کرتے جاتے ہیں ـــ دراصل اس کاروبار میں شریک معمّہ بازوں نے طرح طرح کے پردہ ہائے زنگار لٹکا رکھے ہیں جن سے قطعی بے خبر ہونے کے باعث لوگ اپنی ناکامی کو قسمت کی محرومی پر محمول کر کے فریب کھاتے چلے جاتے ہیں اور محسوس ہی نہیں کر سکتے کہ بے ایمانی کس کس طرح اور کس کس عیاری کے ساتھ کی جاتی ہے۔ ہوتا یہ ہے معمّہ باز فریب کا آغاز صحیح حل کے انتخاب سے شروع کرتا ہے اور جان بوجھ کر کچھ جوابات اتنے غلط رکھتا ہے کہ کوئی صاحب فہم ان تک نہ پہنچے۔ نتیجہ میں ایک بھی صحیح حل اُسے موصول نہیں ہوتا۔ اب وہ اپنے کسی عزیز، کسی دوست یا کسی تعلق رکھنے والے سے معاملہ طے کرتا ہے کہ سو روپے تمہارے صحیح حل میں ہم تمہارا نام شائع کئے دیتے ہیں۔ اور اس طرح رقم ہضم کر لی جاتی ہے،

دوسری صورت یہ ہے کہ اگر اتفاق سے دو ایک حل صحیح موصول ہو جائیں تو دس بارہ یا پندرہ یا جتنی ان کی کاروباری مصلحت تقاضا کرے جعلی نام صحیح انعام یافتگاں میں اپنے پاس سے شامل کر دیتے ہیں اور اس طریق پر وہ کم سے کم رقم دوسروں کی جیب میں جانے دیتے ہیں اسی طرح سٹہ بازی کے بہت سے فنکارانہ طریقے انہوں نے ایجاد کر[illegible]

[illegible] سے بچنا ہر ذی شعور کا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ اس لعنت میں گرفتار لوگوں کو سمجھ عطا فرمائے اور وہ دنیا و آخرت دونوں کے خسارے سے محفوظ رہ سکیں (دانا[illegible])

مجلس ذکر منعقدہ ۵ جمعرات ۱۹ ستمبر ۱۹۶۳ء مطابق ۳۰ ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ

اخلاص اور استقامت کے دو پَر

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

مرتبہ: محمد عثمان بی اے واہ کینٹ حال وارد لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

بزرگانِ محترم! اللہ تعالے نے قرآن مجید میں فرمایا ہے

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ٥

اقبال کا شعر ہے۔

کیوں خالق و مخلوق میں حائل رہیں پردے
پیرانِ کلیسا کو کلیسا سے اٹھا دو

مقصود یہ ہے کہ عابد و معبود کے درمیان کوئی پردہ نہ رہے۔ پوپ، پادری، احبار و رہبان، رشی منی، یوگی جوگی، بتوں کے پجاری، کسی بھی ذریعے وسیلے کی ضرورت نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑا وسیلہ اور ذریعہ ہیں۔ اللہ تعالے کو ان ہی کی آنکھوں سے کسی نے آج تک نہیں دیکھا عقل سے جانا اور پہچانا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

اللہ تعالے نے ہر چیز انسان کے فائدے کے لئے پیدا کی ہے۔ طرح طرح کی اغذیہ وادویہ انسان کے لئے پیدا کیں

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۔ گھوڑے گدھے ہاتھی ہر چیز انسان کے کام آتی ہے۔ پنجابی کی ایک کہاوت ہے۔ جیوندا ہاتھی لکھ دا تے مویا سوا لکھ دا۔ (اگر ہاتھی زندہ ہو تو اس کی قیمت ایک لاکھ اور اگر مر جائے تو سوا لاکھ) بادبانی کشتیاں اور زبردست جہاز سمندر کے سینے کو چیرتے پھاڑتے چلے جاتے ہیں۔ سیدھا راستہ دکھانے کے لئے انبیاء اور علماء تشریف لائے۔ حضور کا فرمان ہے۔ کہ:

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل

(میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہیں)

ہر بات میں خدا سے مدد مانگئے۔ غیر اللہ سے مدد مانگنا ناجائز ہے کسی ہنومان یا رشی منی، جل گنگا، دھرتی ماتا وغیرہ سے کچھ نہیں ملتا یہ خالق و مخلوق کے درمیان پردے ہیں۔ بعض بھائی اللہ کے معاملے میں چپڑاسی اور بادشاہ کی مثال دیتے ہیں کہ بادشاہ سے ملنا ہو تو پہلے چپڑاسی سے ملو اور اسی طرح درجہ بدرجہ بادشاہ تک پہنچو۔ خدا کی ذات ہمہ وقت حاضر و ناظر ہے۔ مخلوق کو خالق کے ساتھ ملانا شرک ہے۔

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ٥

ہر ایک کام کی بنیادی ضرورت ہے اپنے مقصد کے لئے کسی چیز کو کارآمد بنانا ہو تو انسان کو وسائل مثلاً علم، مشاہدہ، مطالعہ کی ضرورت ہے۔ روٹی کھانی ہو تو پہلے ہاتھ سے توڑتے ہیں پھر سونگھتے ہیں پھر چکھتے ہیں یہ سب وسائل ہیں۔ اسی طرح اللہ اور رسول کے بارے میں جیسے وہ اللہ کی مخلوق ہیں ویسے ہم بھی مخلوق ہیں مگر رسول سب انسانوں سے افضل، اعلیٰ اور احسن ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ٥

جس نے پیدا کیا ہے اسی کی عبادت کرو۔ کسی ہنومان گاؤ ماتا یا جل گنگا نے پیدا نہیں کیا۔ سب کو پیدا کرنے والی وہی ایک ذات ہے اسی کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے اس نے ہمارے لئے چاند ستارے مسخر فرمائے ہر ایک اپنی اپنی ڈیوٹی اپنے وقت پر انجام دے رہا ہے اس کائنات کی بھی ایک نہایت ہے سب کو اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونا ہے ہم کو یہ دعا کرنے کا حکم ہے

اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ

حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالے کچھ لوگوں کو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل فرمائیں گے۔ ہمیں بھی اللہ کے دربار سے یہ مانگنا چاہیئے۔

والدہ مرحومہؒ کے لئے ابھی ہم نے قرآن پڑھ کے ایصال ثواب کیا ہے وہ ہمیشہ فرماتی تھیں کہ تسبیح ہی میرا سب سے بڑا ہتھیار اور تسبیح ہی سے بڑا خزانہ ہے۔ اللہ تعالے ...... سے جو مانگنا ہوتا وہ اس تسبیح کو لے بیٹھتیں اور اللہ تعالے بھی ان کی سن لیتے بسا اوقات گھر میں کوئی روپیہ پیسہ نہ ہوتا مگر وہ حج کے ارادے سے سورۂ والضحیٰ کی تسبیح لے بیٹھتیں اور حج ہی بذریعہ ہوائی جہاز اور معہ گھر والوں کے۔ میں بسا اوقات کہتا کہ اللہ تعالے حج نصیب فرما دے چاہے سب گھر والوں کو نہ ہی، اور خواہ بحری جہاز ہی سے کیوں نہ ہو۔ تو مخدومہ مرحومہ فرماتیں کہ اللہ تعالے کے خزانوں میں کیا کمی ہے وہ سب کو اور ہوائی جہاز سے حج کرا سکتا ہے۔ ہمیں بھی تنگ دل نہ ہونا چاہیئے بلکہ خدا کی رحمت پر کامل بھروسہ ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالے کے احکام کی فرمانبرداری اور وفا شعاری کے ساتھ جو بھی کچھ مانگیں انشاءاللہ وہ خالق کائنات ضرور پورا فرمائے گا اور خدا کی قدرت کہ ابھی دو ڈھائی مہینے مشکل سے گزرنے پاتے کہ حج کا زمانہ قریب آجاتا اور ساتھ ہی اللہ تعالے کل اسباب غیب سے مہیا فرما دیتے

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے!!
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

آج ہی میں اپنے استاد مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک والوں سے ذکر کر رہا تھا کہ مجھے ۹ سال کی عمر میں تعلیم کے لئے دیوبند بھجوا دیا گیا اور حضرت مدنیؒ اپنے گھر رکھا ان کی اہلیہ محترمہ فرمایا کرتیں کہ میں حیران ہوتی ہوں کہ اس بچے کی ماں کا کتنا بڑا دل گردہ ہے جس نے اتنی چھوٹی عمر میں دینی تعلیم کے لئے اپنے بچے کو اپنے سے جدا کر دیا جب میں ایک مرتبہ چھٹیاں گزارنے کے لئے گھر آیا تو چھوٹے بھائی نے چھٹی جماعت پاس کر لی تھی ابھی اس کی داڑھی مونچھ نہیں اُگی تھی۔ اماں جی نے کہا اس کو بھی دیوبند بھیج دو۔ حضرتؒ نے وجہ پوچھی تو فرمانے لگیں کہ ابھی اس کی داڑھی مونچھ نہیں اُگی۔ میں ڈرتی ہوں اگر اس ماحول میں رہا اور کل کو داڑھی آگئی تو یہ منڈوا نہ دے اور مُلّاں بننا پسند نہ کرے۔ خدا کا شکر ہے کہ اپنے نیک والدین کی وجہ سے دین کی خدمت کی سعادت نصیب ہوئی ہر خط میں حضرتؒ ہمیں لکھا کرتے تھے کہ حضرت مدنیؒ جب دیوبند میں تشریف فرما ہوں تو ہر روز ان کی خدمت میں حاضری دو میاں اصغر حسینؒ صاحبؒ کے جوتے سیدھے کیا کرو وضو کر کے جایا کرو اور ذکر میں شاغل رہا کرو دونوں حضرات کشف قلوب کی نعمت سے مالا مال تھے۔ جب بھی ہم ذکر کرتے تو اُن کو

خطبۃ الجمعہ بحر ۳۰ ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ ۲۰ اگست ۱۹۶۳ء

مومن نیکی کرتا اور ڈرتا رہتا ہے

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور مدظلہ العالی

سید الطائفہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی ہے۔

اِنَّ الْمُؤْمِنَ جَمَعَ اِحْسَانًا وَّشَفَقَۃً
اِنَّ الْمُنَافِقَ جَمَعَ اِسَاءَۃً وَّ اَمْنًا ؎

مومن نیکی کرتا ہے اور ڈرتا رہتا ہے اور منافق بدی کرکے بے فکر ہوتا ہے۔

قرآن حکیم میں ارشادِ ربانی ہے :-

وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُھُمْ وَجِلَۃٌ اَنَّھُمْ اِلٰی رَبِّھِمْ رٰجِعُوْنَ ؎

(سورۂ مومنون رکوع ۴ پارہ ۱۸)

اور جو دیتے ہیں جو کچھ دیتے اور ان کے دل اس سے ڈرتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

یعنی کیا جانے وہاں قبول ہوا یا نہ ہوا آگے کام آئے یا نہ آئے اللہ کی راہ میں خرچ کرکے یہ کھٹکا لگا رہتا ہے۔ اپنے عمل پر مغرور نہیں ہوتے۔ نیکی کرنے کے باوجود ڈرتے رہتے ہیں۔

نیکی کے کاموں میں جلدی کرنے والے

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرمایا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے متعلق سوال کیا "وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُھُمْ وَجِلَۃٌ" کیا یہ وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے ہیں اور جو چوری کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ نہ اے صدیق رضؓ کی بیٹی اور بلکہ وہ لوگ ہیں جو روزہ رکھتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور صدقہ کرتے ہیں اور وہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ یہ چیزیں ان کی طرف سے قبول نہ کی جائیں یہی وہ لوگ ہیں جو نیکی کے کاموں میں جلدی کرتے ہیں۔

حاصل

مومن اور اللہ تعالےٰ کے نیک بندے نیکی کرکے بھی اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہتے ہیں۔ انہیں یہ تشویش رہتی ہے کہ خدا جانے ان کا عمل .... اور ان کی نیکی اللہ جل شانہٗ کے نزدیک مقبول ہوئی ہے یا نہیں۔ دربار الٰہی میں اسے قبولیت کا شرف حاصل ہوا ہے یا نہیں اور اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ یہ خطرہ محسوس کرتے رہتے ہیں کہ اللہ عزوجل اُن سے کسی کوتاہی کے باعث ناراض نہ ہو جائے

ڈرنے کا سبب

یہ ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ انسان خطا کا پتلا ہے۔ اس کے اپنے قبضۂ قدرت میں کوئی چیز نہیں۔ نیکی کی توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے اور وہ جب چاہے اسے انسان کی کسی غلطی کی بناء پر واپس لے سکتا ہے۔ اس کی بے نیازی کی شان ہی عجیب ہے۔ چاہے تو بڑے سے بڑے گنہگار کو کسی معمولی سی نیکی کی بنا پر اپنی بخشش کے انعام سے نواز دے اور چاہے تو عابد شب زندہ دار کو اس کی کسی معمولی سی غلطی پر گرفت کرلے۔ اس لئے انسان کو اپنے عمل پر بھروسہ کرنے کے بجائے اللہ کے فضل پر یقین کرنا چاہیئے، اس سے ہر گھڑی ڈرتے رہنا چاہیئے، معمولی سے معمولی گناہ کو بھی بڑا سمجھنا اور اس سے بچنے کی کوشش کرنا چاہیئے اور بڑے سے بڑے عمل پر بھی غرور اور فخر نہ کرنا چاہیئے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ ذاتِ بے نیاز محاسبہ کرتے وقت اس میں بھی کوئی ایسی چیز نکال دے جس سے یہ عمل قابل قبول نہ رہے۔ مثلاً عمل میں انسان کے علم کے بغیر ریا کی ملاوٹ ہو جائے اور نیکی کرنے والا اس کا ردّ نہ کر سکے تو یہ عمل عند اللہ قابل قبول نہ ہوگا اگرچہ نیکی کرنے والا یہی سمجھے کہ اُس نے بڑا ہی نیک کام کیا ہے اور اسے اس کا اجر ضرور ملے گا۔ اس کی مثال یوں ہے کہ ایک شخص نے محض اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نہایت اخلاص سے مسجد تعمیر کرائی اور اس پر زندگی کی ساری کمائی صرف کردی۔ لیکن تعمیر کے بعد شیطان نے دل میں یہ خیال ڈال دیا کہ اس مسجد کی عمدہ سے عمدہ تعمیر دیکھ کر لوگ میری تعریف کریں گے، میرا نام زندہ رہے گا اور ہر آنے جانے والا یہ کہے گا کہ بھئی فلاں شخص نے کیا ہی لاجواب اور عمدہ مسجد بنوائی ہے تو اگر اس خیال کا ردّ نہ کیا اور ذہن سے اس خیال کو خالص اللہ کی رضا کے لئے خارج نہ کردیا تو یہ ساری کمائی غارت گئی اور اس مسجد کی بنوائی کا کوئی ...... ثواب عند اللہ نہیں ہوگا۔ اسی لئے

حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی

ہے:- اِنَّ اَخْوَفَ مَآ اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّیَآءُ

ترجمہ! رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے سب سے زیادہ خطرہ اپنی امت کے متعلق چھوٹے شرک کا ہے صحابہ کرام رضؓ نے عرض کی "یا رسول اللہ وہ چھوٹا شرک کیا ہے؟" فرمایا "ریا" (دکھلاوا)

پس ظاہر ہے کہ "ریا" سے بچنا کوئی معمولی بات نہیں۔ اس سے بچنا بڑے ہی دل گردے کا کام ہے اور صرف اللہ کے فضل سے ہی آدمی اس کا شکار ہونے سے بچ سکتا ہے۔

ریا سے بچنے کا طریق

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہر نیک کام کے وقت شیطان ریا کا خیال دل میں ضرور ڈالتا ہے چنانچہ اس سے بچنے کا طریق یہ ہے کہ انسان نیکی کرتے وقت ہمیشہ ہوشیار اور چوکس رہے اور دکھلاوے کا خیال بھی دل میں نہ آنے دے۔ اور اگر شیطان کی طرف سے کسی وقت ریا کا حملہ ہو جائے اور یہ خیال دل میں آجائے تو اسے فوراً دل سے نکال دے اور یہ خیال کرے کہ میں تو محض اللہ تعالےٰ ہی کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ کام کر رہا ہوں۔

ارشادِ ربانی

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّھُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَا ھُمْ مُّبْصِرُوْنَ ؎

(پ ۹ سورہ اعراف آیت ۲۰۱)

ترجمہ! بے شک جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں جب انہیں کوئی خطرہ شیطان سے آتا ہے تو وہ یاد میں لگ جاتے ہیں پھر اچانک اُن

کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام رح

شیخ الاسلام مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں یعنی عام متقین کے حق میں یہ محال نہیں کہ شیطان کا گزران کی طرف ہو اور کوئی پھیرکہ لگا جائے۔ البتہ متقین کی شان یہ ہوتی ہے کہ شیطان کے اغوا سے ممتد غفلت میں نہیں پڑتے بلکہ ذرا غفلت ہوئی اور خدا کو یاد کر کے چونک پڑے، ٹھوکر لگی اور سنبھل گئے۔ سنبھلتے ہی آنکھیں کھل گئیں غفلت کا پردہ اٹھ گیا۔ نیکی، بدی کا انجام سامنے نظر آنے لگا اور بہت جلد نازیبا کام سے رک گئے۔

محترم حضرات!

جو لوگ اللہ کا حکم مانتے ہیں ان پر جب کوئی شیطان اپنا اثر ڈالتا ہے تو وہ فوراً سنبھل جاتے ہیں اور انہیں فوراً یاد آجاتا ہے کہ ہمیں شیطان سے بچنے کا حکم ہے اتنا یاد آتے ہی ان کی سمجھ میں یہ بات آجاتی ہے کہ ہمیں اللہ کی پناہ مانگنی چاہیئے فوراً وہ اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ اور عرض کرتے ہیں کہ ہم میں تو اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں سب کچھ آپ ہی عطا کرتے ہیں۔ ہمیں قوت دیجئے کہ ہم اس کے بہکاوے میں نہ آئیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کا یہی مطلب ہے اور شیطانی وسوسے کے وقت یہ کلمہ بھی ارادے سے زبان پر جاری کرنا اکسیر کا حکم رکھتا ہے لیکن جو لوگ ایمان کے کمزور ہیں ان پر شیطان کا داؤ چل جاتا ہے اور وہ ان کو گمراہی کی بھول بھلیوں میں پھنسا دیتا ہے جہاں سے ان کا نکلنا بغیر کسی جاننے والے کی دستگیری کے بہت مشکل ہے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر بھی شیطان حملہ کرتا ہے تاکہ ان کا عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہ ہو سکے مگر اللہ تعالیٰ کے پرہیزگار بندے اس کے حملہ کو فوراً بھانپ جاتے ہیں اور اخلاص کی ڈھال پر اس کے حملہ کو روک لیتے ہیں اور اس نیکی کے کام کو ضائع ہونے سے بچا لیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کی یہ حالت کہ نیکی کرنا اور خدا سے ڈرنا موت تک قائم رہتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے نوجوان کے ایک پاس تشریف لے گئے جو مرنے کے قریب تھا آپ نے اسے فرمایا اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟ اس نے عرض کیا "یا رسول اللہ! (بخشش کی) امید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں کے باعث ڈرتا بھی ہوں۔ تب آپ نے فرمایا کہ ایسے موقعوں پر کسی بندے کے دل میں یہ دو باتیں جمع نہیں ہوتیں مگر اللہ اسے وہ چیز دیتا ہے جس کی وہ امید رکھتا تھا (یعنی مغفرت) اور امن میں اسے رکھ لیتا ہے جس سے وہ ڈرتا تھا (یعنی عذاب) (ترمذی ابن ماجہ)

چنانچہ

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کو ہر وقت عذاب جہنم سے ڈرتے رہنا چاہیئے اور اللہ سے مغفرت کی امید بھی رکھنی چاہیئے ایک مسلمان اور مومن کی یہی شان ہے

اپنے اعمال پر ناز نہ کرو

حدیث شریف میں آتا ہے۔

تمام عمر ایک شخص ایسے نیک عمل کرتا رہا کہ بس ایک ہاتھ جنت کے درے پہنچ گیا مگر بدقسمتی سے کوئی ایسی غلطی ہو گئی کہ جس کے سبب جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ پس کسی کو اپنے عمل پر نازاں نہیں ہونا چاہیئے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیئے اور اسی کے فضل پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔

اظہار تشکر

مختلف علمائے کرام، مشائخ عظام، مدارس عربیہ کے طلباء و مدرسین اور سینکڑوں دوسرے احباب کی طرف سے محترمہ والدہ ماجدہ مرحومہ کی وفات حسرت آیات پر تعزیتی خطوط موصول ہوئے بیشتر مقامات پر مرحومہ کی روح ایصال ثواب کے لئے ختم قرآن کی مجالس کے انعقاد کی خبریں بھی نظروں نواز ہوئیں چنانچہ میں سب حضرات کا بذریعہ خدام الدین شکریہ ادا کرتا ہوں اور فرداً فرداً جواب دینے سے اظہار معذرت کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمام حضرات کو اماں جی سے اظہار عقیدت کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

راقم الانام —— عبید اللہ انور

جانشین شیخ التفسیر رح کا پروگرام

محترمہ اماں جی رحمۃ اللہ علیہا کی رحلت کی وجہ سے احباب کی بکثرت آمد و رفت سے حضرت والا کا لاہور سے باہر تشریف لے جانا مشکل ہے۔ لہٰذا ڈھوک نزماں کلور کوٹ بھکر اور چک ۲۱/۵ وغیرہ کا مجوزہ دورہ منسوخ کر دیا گیا ہے (حاجی) بشیر احمد

مولانا عبدالحی عابد شیرانوالہ میں

پیر محل ضلع لائل پور کی مشہور دینی درسگاہ جامعہ عثمانیہ کے صدر مدرس و خطیب مولانا عبدالحی صاحب عابد حضرت شیخ القراء مولانا عبدالوہاب مکّی سے تجوید پڑھنے کے لئے شیرانوالہ لاہور پہنچ چکے ہیں تمام احباب ان سے مندرجہ ذیل پتہ پر خط وکتابت کریں (مولانا) عبدالحی عابد معرفت (مولانا) ڈاکٹر مناظر حسین نظر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور

ازواجِ مطہرات

جو بحکم مالکِ کائنات تمام مسلمانوں کی مادرِ مہربان ہیں

بس کہ توہین ہے گر نقشِ قدم کو ان کے!
تختِ جمشید کہیں مسندِ شاہانہ کہیں

حساس کے قلم سے

احادیث میں تو ازواج مطہرات کی شان و مرتبہ کا بڑے پر شوکت انداز میں تذکرہ کیا گیا ہے، مگر یہاں اختصار کی وجہ سے صرف ایک حدیث درج کی جاتی ہے جس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں —

مَا تزوجت شیئًا من نسائی و لا زوجت شیئا من بناتی الا بجی جاءنی جبریل عن ربی عزوجل

نہیں نکاح کیا میں نے کسی عورت سے اپنا اور نہیں نکاح کیا کسی مرد سے اپنی بیٹیوں کا لیکن اس وقت جبکہ آئے جبریل میرے رب کے پاس سے اس کا حکم لے کر۔

قرآن حکیم میں خدائے علیم وخبیر نے بھی جا بجا ان کا ذکر کیا ہے۔

یا نساء النبی لستن کاحد من النساء —

اے رسول کی بیبیو تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو، یعنی تم تمام عورتوں سے بہتر ہو۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا جاتا ہے

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا۔

اے نبی کی بیبیو! خدا چاہتا ہے کہ دور کردے تم سے گندگی اور پاک کردے تم کو جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے

اس آیت کے متعلق کے منکرین قرآن کو کلام ہے کہ یہ آیت ازواج مطہرات کی کی شان میں نہیں ہے۔ کیونکہ اس آیت میں جمع مذکر کے صیغے ہیں۔ عورتوں کے لئے مؤنث کے صیغے استعمال کئے جاتے ہیں۔ مگر وہ اس کو نہیں دیکھتے کہ لفظ اہل بیت سے سوائے عورتوں کے کوئی مرد مراد نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ کلام عرب اور فصحائے عربیت کے اقوال و اشعار میں اس کی شہادت موجود ہے۔ چنانچہ خود قرآن مجید میں ایک دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے —

قالوا اتعجبین من امر اللہ رحمۃ وبرکتہ علیکم اھل البیت

کیا تعجب کرتی ہو اللہ کے حکم سے رحمتیں اور برکتیں ہوں تم پر اے اہل بیت

یہ آیت حضرت ابراہیمؑ کی بی بی کے متعلق ہے اس آیت میں لفظ اہل بیت کا استعمال کیا گیا ہے اور اس سے صرف عورت مراد ہے نہ کہ مرد

سورۂ قصص کے رکوع ا فرمایا جاتا ہے

فقالت ھل ادلکم علی اھل بیت یکفلونہ لکم وھم لہ ناصحون ٥

اس آیت میں بھی لفظ اہل بیت کا مذکر کے صیغوں کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے جس میں حضرت موسےٰ کی والدہ محترمہ مخاطب ہیں۔ اس کے علاوہ قرآن پاک کے اکثر مقام پر لفظ اہل کا مذکر کے صیغوں کے ساتھ استعمال ہوا ہے وہاں بھی سوائے بی بی کے اور کوئی مرد مراد نہیں ہے

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

اذ رای نارًا فقال لاھلہ امکثوا انی انست نارًا

جب موسےٰ نے آگ دیکھی تو اپنی بی بی سے کہا ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے

باوجود ان زبردست خدائی بیان کردہ فضائل و مناقب کے کچھ لوگ ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ و حضرت حفصہؓ نعوذ باللہ منافق تھیں

حالانکہ اگر یہ منافق ہوتیں تو پھر رسول خدا ان سے نکاح کرتے؟

کیونکہ خدائے تعالےٰ دپارۂ ۲ سورۂ بقر رکوع ۲۷ میں فرماتا ہے۔

ولا تنکحوا لمشرکات حتی یومن

یعنی اور نہ نکاح کرو تم شرک والی عورتوں سے جب تک وہ مومن نہ ہوں

پس معلوم ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو احکام الٰہی سب سے زیادہ فطرۃً عامل تھے ان سے نکاح فرمایا یہی ان کے مومن کامل ہونے کی دلیل ہے۔

سورۂ احزاب میں حضرت حق کا ارشاد ہے —

یاایھا النبی قل لازواجك ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتھا فتعالین امتعکن واسرحکن سراحًا جمیلا —

اے نبی کہہ دیجئے اپنی بی بیوں سے اگر تم دنیا اور دنیا کی عیش و عشرت کی طالب ہو تو آؤ۔ تم کو بہت خوبصورتی کے ساتھ رخصت کروں (یعنی طلاق دیدوں

اور یہ کہیں سے نہیں ثابت کیا جاسکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کو طلاق دی ہو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات نہ طالب دنیا ہوئیں اور نہ عیش و عشرت کی راہ اختیار کی بلکہ دنیا اور دنیا کی ساری دولت ہفت اقلیم کی بادشاہت پر لات مار کر سرکار نبوت پناہ کی جوتیوں سے اپنی آنکھیں لگائے رہیں

اسی سورۂ احزاب کے رکوع ا میں ارشاد ہوتا ہے۔

النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم

اے ایمان والو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی بی بیوں کے ساتھ اپنی جان سے بھی زیادہ تعلق رکھو کیونکہ وہ تمہاری مائیں ہیں

اس آیت سے کمال فضیلت ازواج مطہرات کی واضح ہوتی ہے۔

اسی حرمت کے مظاہرے کو مدنظر رکھ کر مسلمانوں کو حکم دیا جاتا ہے

وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدًا

اے ایمان والو تم کو جائز نہیں کہ تکلیف دو اللہ کے رسول کو اور نہ یہ کہ نکاح کرو اس کی بی بیوں سے اس کے بعد

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ اگر تم رسول کی بی بیوں سے نکاح کروگے۔ تو رسول کو تکلیف ہوگی۔ جب نکاح کرنا رسول کی بیبیوں سے رسول کبھی گوارہ نہیں کرتا تو ان کے ساتھ ہی کس قسم کی گستاخی کرنا کب گوارہ ہوسکتا ہے

اب یہاں تک بات پہنچ جانے کے بعد سخت ناسپاسی ہوگی۔ اگر ہم مجملاً ان ذوات مقدسہ کے مختصر حالات سے اپنی

بھائیوں کو آگاہ کریں۔

(۱) ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ

آپ خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب کی صاحبزادی ہیں۔آپ کا نسب مبارک قصی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جاکر مل جاتا ہے اور آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت زائدہ قبیلہ بنی عامر بن لوی سے تھیں۔

حضرت خدیجہؓ کی کنیت ام ہند ہے آپ کا پہلا نکاح عتیق ابن عائذ سے ہوا تھا اور ان سے ایک دختر اور دو فرزند متولد ہوئے اور عتیق کے بعد ابو ہالہ بن نباش سے نکاح ہوا اور ان سے دو لڑکے ہالہ اور ہند پیدا ہوئے

حضرت خدیجۃ الکبریٰ بڑی عقلمند اور مالدار تھیں ایام جاہلیت میں لوگ آپ کو طاہرہ بھی کہتے تھے۔آپ کے فضائل کتب احادیث میں بہت ہیں یہاں چند خصائص تحریر کئے جاتے ہیں۔

اول یہ کہ جب تک حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ زندہ رہیں حضورؐ نے دوسری عورت سے نکاح نہیں کیا۔

بخاری ومسلم میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ:۔ خیر نسائھا خدیجۃ بنت خویلد۔ اس امت کی سب سے بہتر عورت خدیجہ بنت خویلد ہیں۔

حضرت خدیجہؓ کی شخصیت اسلام میں اتنی زبردست ہے کہ بارہا خود خدا نے آپ کو بواسطہ جبریلؑ سلام بھیجا ہے

بخاری اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے

فاذا اتتك فاقرء علیھا السلام من ربھا ومنی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد سوائے حضرت ابراہیم کے ان ہی کے بطن سے تھی۔ ابو ہالہ کے انتقال ہو جانے پر بعوض پانچسو درہم مہر کے حضورؐ کے نکاح میں آئیں۔ اس وقت آپ کی عمر چالیس سال ...... اور آنحضرتؐ کی عمر پچیس سال کی تھی آپ کی وفات بعمر پینسٹھ سال نبوت کے دسویں سال بماہ مبارک واقع ہوئی۔آپ کا مدفن مقبرہ حجون ہے۔

آپ کی وفات شریف سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت رنج ہوا۔ حتی کہ اس سال کا نام آپ نے عام الحزن رکھا

(۲) ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا

آپ کے والد کا نام زمعہ بن قیس تھا۔آپ کا نسب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے لوی میں جاکر مل جاتا ہے۔آپ کی کنیت ام الاسود ہے، شروع نبوت میں بمقام مکہ معظمہ آپ اسلام لائیں، پہلے آپ کا نکاح آپ کے چچا کے بیٹے سکران صحابی سے ہوا ان ہی کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی بعد ایک مدت کے مکہ معظمہ میں واپس آئیں سکران کے انتقال کے بعد نبوت کے چودھویں برس بعد وفات حضرت خدیجہ اور قبل نکاح حضرت عائشہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعوض چار سو درہم کے نکاح فرمایا

۸ھ ہجری میں جب رسول اللہؐ نے آپ کو طلاق دینے کا ارادہ کیا۔ حضرت سودہؓ عرض کرنے لگیں یا رسول اللہؐ آپ مجھ کو طلاق نہ دیجئے میری آرزو ہے کہ میں بروز قیامت آپ کی ازواج میں محشور ہوں۔ آنحضرتؐ نے ان کی یہ درخواست منظور فرمائی۔

آپ کی روایات سے کتب حدیث میں صرف پانچ حدیثیں ملتی ہیں ایک حدیث بخاری میں چار حدیثیں سنن اربعہ میں۔ اور مواہب لدنیہ میں ہے کہ ۵۴ھ میں بزمانہ حضرت معاویہؓ بن ابی سفیانؓ وفات ہوئی اور بعضوں نے ۵۵ھ وفات کی تاریخ کہی ہے مگر جمہور اس طرف ہیں کہ آپ کی وفات حضرت فاروق اعظمؓ کے آخر زمانہ خلافت میں ہوئی۔

(۳) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ

آپ کے والد کا اسم گرامی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہے آپ کا نسب پاک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک کے آٹھویں پشت میں ملتا ہے اور آپ کی کنیت ام عبد اللہ ہے

آپ کی والدہ رومان بنت عمیر ہیں آپ بڑی فصیحہ بلیغہ مفتیہ، فقیہہ تھیں سلف سے منقول ہے کہ چہارم حصہ احکام شرعیہ کا مسلمانوں کو آپ سے پہنچا۔ عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ معانی قرآن کے جانتے میں حضرت عائشہؓ سب صحابہ کرام میں ممتاز حیثیت رکھتی ہیں۔ حضرت عائشہؓ کے فضائل میں احادیث بہت ہیں۔

بخاری ومسلم میں ہے۔

یا عائشۃ ھذا جبریل یقرئك السلام قالت وعلیه السلام ورحمۃ اللہ

یعنی آنحضرت نے ایک دن فرمایا ہے۔ اے عائشہ رضؓ یہ جبریل آئے ہیں۔ تم کو سلام کہتے ہیں آپ نے انہیں وعلیکم السلام فرمایا

بخاری ومسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہؓ سے فرمایا۔

یا بنیۃ الا تحبین ما احب قالت بلی حسین ھذہ

اے بیٹی کیا تم اسے محبوب نہیں رکھتیں جسے میں محبوب رکھتا ہوں حضرت فاطمہ رضؓ نے اقرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ اچھا! عائشہ رضؓ سے محبت کیا کرو۔

(حدیث نمبر ۲)

اسی بخاری کی ایک دوسری روایت میں ہے "اے ام سلمہؓ تو مجھ کو رنج نہ دے عائشہ رضؓ کے بارے میں اس واسطے کہ سوائے عائشہؓ کے تم سے کسی عورت کے لحاف میں مجھ پر وحی نہیں اترتی" علاوہ احادیث کے قرآن مجید میں بھی حضرت عائشہ رضؓ کی فضیلت مذکور ہوئی ہے

سورۂ نور ان کی طہارت اور عظمت کی دلیل ہے۔ خود حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھ کو تمام ازواج مطہرات میں چند باتوں کی فضیلت اور خصوصیت ہے۔ اول باکرہ عورت سوائے میرے کوئی نہ تھی۔ دوم کسی بی بی کے باپ ماں دونوں نے ہجرت فی سبیل اللہ نہیں کی تیسرے میری پاکی خدا نے قرآن میں بیان فرمائی۔ چوتھے سوائے میرے کسی بی بی کے لحاف میں وحی نازل نہیں ہوئی۔ پانچویں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میرے زانو پر ہوئی۔ چھٹے آنحضرتؐ کی وفات میرے مکان میں ہوئی اور میرے ہی حجرے میں آنحضرتؐ دفن ہوئے وغیرہ

حضرت عائشہؓ کا نکاح بعد انتقال حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے مکہ میں شوال کے مہینہ میں دسویں سال نبوت کے ہجرت کے تین برس پہلے ہوا آپ کا مہر پانچسو درہم طے ہوا تھا آپ نے ۱۷ رمضان ۵۸ھ کو بعمر چھیاسٹھ برس وفات پائی۔ آپ کی روایت سے دو ہزار دو سو دس حدیثیں کتب صحاح میں مروی ہیں۔ ایک سو چوہتر متفق علیہ ہیں۔ جن میں بخاری شریف میں ۵۴ اور مسلم شریف میں اٹھائیس باقی دوسری کتابوں میں ہے۔

۴۔ ام المومنین حضرت حفصہ رضؓ

آپ حضرت عمر فاروق بن خطاب کی صاحبزادی ہیں آپ کی والدہ کا نام زینب تھا آپ نبوت کے پانچویں سال قبل ہجرت پیدا ہوئیں پہلے خاوند آپ کے حضرت خنیس بن حذافہ مہاجر حبشہ اور حاضرین بدر سے تھے۔ جب ان کا

امام العلماء شیخ الاصفیاء تاج الاولیاء

حضرت امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ

(عیسیٰ محمد نائب منگورہ ریاست سوات)

شیخ العلماء امام الاصفیاء حضرت امام سفیان ثوریؒ کا شمار ان بزرگان اسلام میں کیا جاتا ہے۔ جن کا نام ہر زمانہ میں عزت و احترام کے ساتھ لیا جاتا رہے گا۔ حضرت امام نے یہ مرتبہ اپنے علم و عمل کی بدولت حاصل کیا تھا۔ آپ علوم ظاہر و باطن میں بے بدل اور آداب و تواضع میں بے مثل اور ورع و تقویٰ میں بے نظیر تھے۔ آپ نے اپنے زمانہ کے اکابر شیوخ کی زیارت کرنے کے علاوہ ان سے کسب فیض بھی کیا تھا۔

حضرت سفیان ثوریؒ بچپن ہی سے عبادت و ریاضت میں غیر معمولی لذت محسوس کیا کرتے تھے۔ اور آپ سے کوئی خلاف سنت فعل بھی سرزد نہیں ہوتا تھا لیکن ایک مرتبہ جب حضرت امامؒ مسجد میں داخل ہو رہے تھے تو سہواً بایاں پاؤں پہلے دروازہ میں رکھا گیا۔ فوراً ہی آپ نے غیبی تنبیہ سنی۔ جسے سنتے ہی آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اور جب ہوش آیا تو آپ نے اپنی ریش مبارک پکڑ کر منہ پر تھپڑ مارتے ہوئے توبہ کی اور بالآخر یہی تنبیہ حضرتؒ کی توبۃ النصوح کی موجب ثابت ہوئی۔ اس واقعہ کے بعد حضرتؒ بیس سال تک رات کو نہیں سوئے۔

حضرت سفیان ثوریؒ کہا کرتے تھے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایسی حدیث نہیں سنتی جس پر عمل نہ کیا ہو۔ آپ لوگوں سے فرمایا کرتے تھے۔" انہیں حدیث کی زکوٰۃ دینی چاہیئے۔ اور یہ زکوٰۃ اس طرح ادا ہو سکتی ہے۔ کہ دو سو احادیث میں سے کم از کم پانچ احادیث پر ضرور عمل کیا جائے

حضرت سفیان ثوریؒ مستجاب الدعوات واقع ہوئے تھے۔ آپ کی دعائیں فوراً ہی مستجاب ہوتی تھیں۔ چنانچہ ایک بار حضرت نے خلیفۂ وقت کی کسی شرعی فروگذاشت پر اسے تنبیہ فرمائی۔ تو اس نے ناراض ہو کر حضرتؒ کو سولی پر چڑھا دینے کا حکم دے دیا گیا حضرت کو اس حکم کا علم ہوا تو آپ نے بارگاہ ایزدی میں عرض کیا۔" پروردگار اس کو بری طرح گھیر" تو اسی وقت قصر خلافت کی چھت گر پڑی اور خلیفہ وقت اس کے نیچے دب بری طرح تباہ ہلاک ہو گیا۔

حضرت سفیان ثوریؒ مشتبہ اور مشکوک مال سے اس درجہ گریزاں رہتے تھے کہ جب جامع مسجد میں سلطان کی طرف سے عود سلگایا جاتا تھا۔ اور اس کی خوشبو پھیلتی تھی۔ تو آپ مسجد سے اٹھ کر باہر چلا جایا کرتے تھے

حضرت سفیان ثوریؒ تحفے اور ہدیے قبول کرنے میں بیحد محتاط واقع ہوئے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک شخص آپؒ کی خدمت میں تحفہ لایا۔ تو آپ نے اسے واپس کرتے ہوئے فرمایا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اس ہدیہ کو قبول کرنے کے بعد میرا دل دوسروں کی نسبت تم پر زیادہ شفیق ہو جائے۔ اور یہ رغبت مجھے حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے میں مانع ہوگی

حضرت سفیان ثوریؒ کے یہاں امیروں اور درویشوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا جاتا تھا۔ فقیروں کی عزت بھی امیروں ہی کی طرح کی جاتی تھی۔ کھانے کے معاملے میں بھی حضرت کے یہاں کوئی اہتمام روا نہیں رکھا جاتا تھا۔ بلکہ آپؒ فرمایا کرتے تھے اچھا یا برا کھانا اس سے زیادہ نہیں ہے کہ حلق سے نیچے اتر جائے۔ اور جب کھانا حلق سے نیچے اتر جاتا ہے۔ تو لذیذ اور بدمزہ کھانے میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ اس لئے انسان کو بدمزہ کھانے پر بھی صبر کرنا چاہیے۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت پر آپؒ کو اس درجہ یقین تھا۔ کہ ایک مرتبہ جب آپ نے ایک رفیق کے ساتھ حج بیت اللہ کے لئے جا رہے تھے تو راستہ بھر آپ کو روتے ہوئے دیکھ کر آپؒ کے رفیق نے دریافت کیا۔ کیا آپ گناہوں کے احساس سے رو رہے ہیں حضرتؒ نے زمین سے ایک تنکا اٹھا کر فرمایا۔ میرے گناہ خواہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مقابلہ میں ان کی حیثیت اس تنکے سے بھی کم ہے۔ لیکن میں تو اس بات پر روتا ہوں۔ کہ جو ایمان میں وہاں لے کر جا رہا ہوں۔ وہ سلامت بھی ہے یا نہیں۔؟

حضرتؒ کے اقوال حکیمانہ روحانی زندگی کے لئے شمع ہدایت کی حیثیت رکھتے ہیں آپؒ فرمایا کرتے تھے زاہد وہ شخص ہے جو دنیا میں اپنے زہد کو عمل میں لا سکے۔ وہ شخص زاہد نہیں ہے۔ جس کا زہد زبان ہی تک محدود ہو، موٹے کپڑے پہننا، اور جو کی روٹی کھانا زہد نہیں ہے۔ بلکہ دنیا سے دل نہ لگانا اور اپنی خواہشات کو محدود کرنا زہد ہے۔ سب سے اچھا بادشاہ وہ ہے جو اہل علم کے ساتھ بیٹھے اور ان سے علم سیکھے۔ اور سب سے برا عالم وہ ہے — جو بادشاہوں کی صحبت میں بیٹھ کر سکون اور فخر محسوس کرے۔ جو شخص خود کسی سے افضل سمجھتا ہے وہ متکبر ہے، جو شخص نماز میں خشوع نہیں کرتا اس کی نماز درست نہیں ہے۔ جو شخص حرام مال کا صدقہ دیتا ہے۔ اس سے کوئی کار خیر کرتا ہے تو وہ ایسے شخص کی طرح ہے۔ جو ناپاک کپڑے کو خون سے دھو لیتا ہے۔

نیک خصلت اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو فرو کرتی ہے۔ حضرت سفیان ثوریؒ جب کبھی سفر کو جایا کرتے تھے۔ تو اپنے رفقاء سے فرمایا کرتے تھے اگر کہیں موت مل جائے تو میرے لئے لے لینا۔ لیکن جب آپؒ کی موت کا وقت قریب آیا۔ تو رو کر فرمایا میں موت طلب کرتا تھا۔ لیکن اب معلوم ہوا کہ موت کی طلب آسان کام نہیں ہے۔ حضرت جب کبھی موت کا ذکر سنتے تھے تو بہت زیادہ متاثر ہوتے تھے۔ اس روز خود رفتگی کے عالم میں جو شخص بھی آپ سے ملتا تھا۔ اس سے فرمایا کرتے تھے اس سے پہلے کہ موت تجھے آکر پکڑ لے تجھے اس کا خیر مقدم کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

حضرت سفیان ثوریؒ کا انتقال بصرہ میں ہوا۔ وہ اسہال کی بیماری میں مبتلا ہوئے تھے۔ لیکن اس حال میں بھی نماز با وضو ہو کر ادا کیا کرتے تھے اور تیمم کو کافی نہیں سمجھتے تھے چنانچہ ایک شب کو آپ نے ساٹھ بار وضو کیا تھا۔

حضرت سفیان ثوریؒ کی وفات کا واقعہ عبداللہ بن مہدی نے اس طرح نقل کیا ہے جب حضرتؒ کے وصال کا وقت قریب آیا

باقی بر صفحہ ۱۴

(حدیث)

مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ

جو کوئی اللہ کا ہو جائے اللہ اس کا ہو جاتا ہے

حافظ محمد جمیل سنٹرل جیل ـــــ منٹگمری

آج کل عموماً انسانی کمال اور بڑائی کا معیار ظاہری شان وشوکت اور جاہ وحشمت رہ گیا ہے بڑی بڑی کوٹھیاں نفیس ترین کاریں روپے پیسے کی ریل پیل اور خدم وحشم کی زیادتی شرافت ونجابت کی علامات سمجھی جاتی ہیں۔ اخلاقی اقدار کو ناقابل عمل قیاس وبیت تصور کیا جاتا ہے صرف مال و دولت اور عزّو جاہ کا حصول انسانیت کی معراج بن گیا ہے۔ حالانکہ یہ مال و دولت وشان وشوکت مکانات اور باغات سامانِ راحت ہیں اصل راحت نہیں۔

سامانِ راحت اور اصل راحت میں بڑا فرق ہے۔ سامانِ راحت کرایہ پر لیا جاسکتا ہے۔ یا بازار سے خریدا جاسکتا ہے۔ مگر راحت نہ کسی منڈی میں نیلام ہوتی ہے۔ اور نہ کسی قیمت پر بازار سے خریدی جاسکتی ہے۔ یہ صرف اللہ تعالےٰ کا عطیہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی اتباع کرنے والوں اور راضی برضائے الٰہی رہنے والوں کا حصہ ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً ج وَ لَنَجْزِیَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝

(سورۃ النحل رکوع ۱۳)

ترجمہ! جو کوئی نیک کام کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان ہو۔ تو ہم اس شخص کو دنیا میں بالطف زندگی دیں گے اور آخرت میں ان کے اچھے کاموں کے عوض میں ان کو بدلہ دیں گے۔

محققین ائمہ تفسیر نے اس آیت میں حیات کی تفسیر حیاتِ دنیوی سے کی ہے اور حیات طیبہ سے وہ زندگی مراد ہے جس میں سکون واطمینان حاصل ہو (روح المعانی)

دوسری جگہ ارشاد باری تعالےٰ ہے:-

نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ ۚ وَ لَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْۤ اَنْفُسُكُمْ

(حٰمٓ السجدہ ۵)

ترجمہ:- ہم تمہارے دنیا میں اور آخرت میں رفیق ہیں اور تمہارے لئے اس میں ہر وہ چیز ہے جس کو تمہارا جی چاہے)

ایک اور مقام پر مومنوں کے لئے دنیا اور آخرت میں اللہ کی نصرت اور تعاون کا وعدہ واضح الفاظ میں بیان فرمایا گیا ہے

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْهَادُ (المومن)

ترجمہ! بلاشبہ ہم اپنے پیغمبروں کی اور ایمان والوں کی دنیوی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور اس روز بھی جس دن گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے

پس ان آیات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ اللہ کی ولایت اور زندگی کی حقیقی لذت جو کہ اطمینان قلب کا نام ہے صرف اور صرف اللہ کے چاہنے والوں کو ہی حاصل ہے۔

خدا کے باغی اور نافرمان کو یہ زندگی اور دولت حاصل نہیں ہوسکتی بلکہ مال و دولت کی بہتات سامان تعیش کی فراوانی موجب بے اطمینانی اور باعث عذاب ربانی ہوتی ہے۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰى (سورہ طٰہٰ)

ترجمہ! جو شخص میری نصیحت سے اعراض کرے گا تو اس کے لئے (قیامت سے پہلے دنیا اور قبر میں) تنگی کا جینا ہوگا۔ اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا کرکے اٹھائیں گے۔

غرض زندگی کی حقیقی لذتوں کا مزا صرف وہ لوگ حاصل کرتے ہیں۔ جن کو قرب الٰہی حاصل ہے۔ وہ بے سروسامانی کے عالم میں بھی سازوسامان والوں سے زیادہ مطمئن اور راحت کی زندگی گزارتے ہیں ؎

نگاہِ فقر میں شانِ سکندری کیا ہے
خراج کی جو گدا ہو وہ قیصری کیا ہے

بندگان دین اور سلف صالحین کی زندگیاں اس بات کا بیّن ثبوت ہیں کہ جنہوں نے اپنی تمام تر جسمانی، ذہنی اور فکری قوتیں اللہ کی رضا اور مخلوق خدا کی خدمت کے لئے وقف کردیں۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے ان بندوں کو غیبی امداد فرمائی اور ان کو ہر مقام اور ہر حال میں سربلند اور سرفراز فرمایا

ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ایک جماعت کے ساتھ مصر سے جدّہ جانے کے لئے ایک کشتی میں سوار ہُوا۔ ایک گودڑی پوش جوان بھی ہمارے ساتھ کشتی میں سوار تھا راستے میں ایک شخص کے کچھ جواہرات چوری ہوگئے۔ سب اہل کشتی کی نگاہیں اس گودڑی پوش جوان کی طرف اٹھیں اور انہوں نے اس درویش صورت جوان پر تشدد کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن قدرتی طور پر اس مردِ درویش کی ہیبت میرے دل میں تھی۔ وہ دیکھنے میں زمانے بھر کا نادار اور حقیر مرد تھا۔ اپنا اکثر وقت ذکر وفکر میں بسر کرتا۔ لہٰذا میں نے اہل کشتی کو منع کیا اور تحقیق حال کے لئے اس کے پاس گیا اور کہا کہ یہ لوگ تجھ پر شک کرتے ہیں اور سختی کا ارادہ رکھتے ہیں لہٰذا کیا کرنا چاہیئے تو اس مردِ درویش نے اپنا منہ آسمان کی طرف...... اٹھایا اور کچھ کہا جس کے نتیجہ میں دریا کی مچھلیاں سطح آب پر آگئیں۔ اور ہر ایک مچھلی کے منہ میں موتی تھا۔ درویش نے ایک موتی نکال کر مالک کو دے دیا۔ اور خود کشتی سے اُتر کر پانی کی سطح پر چلنے لگا۔ اس من جانب اللہ برأت اور امداد کو دیکھ کر اصلی چور نے موتی مالک کے سامنے پھینک دیا اور تمام اہل کشتی شرمسار ہوئے۔

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ سفر میں ایک چرواہے سے پانی مانگا اس نے کہا پانی تو میرے پاس نہیں البتہ دودھ حاضر ہے۔ میں نے کہا مجھے تو پانی کی ضرورت ہے۔ اس نے اپنا عصا ایک پتھر پر مارا جس سے صاف اور شفاف پانی برآمد ہُوا اس واقعہ کو دیکھ کر میری حیرانی کی انتہا نہ رہی۔ اس نے کہا حیران کیوں ہوتے ہو۔ جب بندہ خدائے بزرگ وبرتر کا مطیع ہو جاتا ہے تو تمام کائنات کی چیزیں اس کے مطیع ہو جاتی ہیں (من کان للہ کان اللہ لہ) ـــ پس دورِ حاضر میں استعانت باللہ کو چھوڑ کر صرف مادیت پر یقین رکھنے والوں اور وسائل کو ہی کامیابی وکامرانی کا زینہ تصور کرنے والوں کے لئے ان آیات قرآنی اور اکابرین ام

اللہ کے نیک بندوں کے درجات

راس المحققین اسوۃ الصالحین حضرت مولانا سید امین الحق صاحب
(شیخوپوری)

زمانہ کے ہر دور میں اللہ کے ایسے پاکیزہ بندے ضرور رہے ہیں اور ہوتے ہیں اور وہ مکارم اخلاق اور محاسن اعمال سے آراستہ اور ان کے نیک نتائج اور ثمرات سے سرفراز ہوتے ہیں۔ ایام بعثت سے پہلے بھی آپ کو ایسے نیک بخت انسان ملیں گے جنہوں نے فطرت الٰہی کی پوری حفاظت کی اگرچہ ان کی تمام آبادی نے فطرت الٰہی کو ضائع کر دیا تھا اور تمام ذمائم ان کی پوری زندگی تھی مگر ان پاکیزہ نفوس نے داعیہ فطرت کو قائم رکھا اور ملت ابراہیمی پر بدستور قائم رہے اور شرک اور بت پرستی کے خلاف ان کے قلوب میں نفرت او بدی کے جذبات مضمر تھے۔ حافظ سیوطیؒ نے الحاوی میں ایسے حضرات کے اسمائے گرامی کی حافظ ابن جوزیؒ سے ایک فہرست لکھی ہے۔ جنہوں نے ایام جاہلیت میں بھی کسی بت اور ٹھاکر کے سامنے انسانی عظمت و شرف کا سر نہیں جھکایا تھا ان میں خصوصیت کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت زید ابن عمرو ابن نفیلؓ حضورؐ کے خاص احباب قابل ذکر ہیں۔ اور بعثت کے ساتھ جب ان پر نبوت کا آفتاب طلوع ہوا تو ان کے مضمر جذبات اجاگر ہوئے اور اللہ کی عبادت اور عرفان معرفت کی راہیں ان پر کھل گئیں اور مکارم اور روحانیت کے ایسے بلند مقامات سے گزر گئے۔ اور امت محمدیہ میں انبیاءؑ کے مشابہہ اور مثالی نفوس کو آفتاب نبوت نے ظاہر فرمایا۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ ازالۃ الخفا میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارہ میں لکھتے ہیں "حضرت ابوبکرؓ رویۂ صادقہ دیکھنے میں اور خوابوں کی صحیح تعبیر کہنے میں اور اپنی فراست اور حضورؐ کی فراست کی مطابقت میں اور حضورؐ کے مقصود اور حضورؐ کے کلام میں رموز کے پہچاننے میں اور قوت عملیہ میں حضرت ابوبکرؓ کو انبیاءؑ کے ساتھ تشبہ حاصل تھا اور ابومسلم خولانی عبداللہ ابن ثوب کو یمن میں اسود ابن قیس نے اپنی نبوت کی شہادت کے لیے بلایا اور آپ کے انکار پر اس بدبخت نے عبداللہ ابن ثوب کو آگ میں ڈال دیا مگر آگ نے اس کو کچھ نقصان نہ دیا ابومسلم یمن سے نکالے گئے اور مدینہ منورہ ابوبکر صدیقؓ کی خلافت میں حاضر آئے۔ حضرت عمرؓ نے آپ کو دیکھا اور اس سے پہلے حضرت عمرؓ نے اس کو نہیں دیکھا تھا اور فرمایا مسلمانوں یہ تمہارا ساتھی ہے۔ اسود نے اس کو آگ میں ڈال دیا تھا۔ مگر اللہ نے اس کو بچا دیا۔ اور فرمایا الحمد للہ کہ مجھے اللہ نے اپنی موت سے پہلے امت محمدیہؐ میں ایسا شخص دکھا دیا جس کے ساتھ اللہ نے ایسا جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ کیا تھا۔

ابومسلم خولانی عہد نبوت میں اسلام لائے تھے مگر حضورؐ کی زیارت کا شرف آپ کو حاصل نہیں تھا۔ ابومسلم کبار تابعین میں گنے جاتے ہیں حافظ ابن عبدالبرؒ کی کتاب استیعاب میں اور حضرت شاہ ولی اللہ کی کتاب ازالۃ الخفاء میں یہ واقعہ مذکور ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ اللہ کے نبی نہیں تھے مگر قوت علمی اور قوت عملی میں بقول شاہ ولی اللہؒ انبیاء کے مشابہہ تھے۔ ابومسلم خولانیؒ نبی نہیں ہیں مگر امیر المومنین حضرت عمرؓ نے حسب ارشاد اللہ تعالیٰ نے اس لطف سے مشکور فرمایا جس لطف سے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو نوازا تھا۔ حضرت حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت امیر المومنین حضرت عمرؓ کی مراد یہ نہیں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور عبداللہ ابن ثوب انبیاءؑ کے مقام پر اور حضرت ابراہیمؑ کی مرتبت پر پہنچے ہیں یا حضرت ابوبکرؓ اور عبداللہ ابن ثوب انبیاءؑ کے تمام فضائل اور خصائص کے جامع تھے بلکہ حضرت ابوبکرؓ اور عبداللہ ابن ثوب کو خاص وصف اور واقعہ کے اعتبار سے حضرات انبیاءؑ کے ساتھ تشابہہ اور حضرت ابراہیمؑ کی مثال ہیں اور چونکہ تشبیہ اور تمثیل میں مشبہ بہ کے ساتھ مشبہ کے اختصاص کا تقاضا نہیں ہوتا ہے۔ لہذا یہ ممکن ہے کہ امت محمدیہ میں حضرت ابوبکرؓ اور عبداللہ ابن ثوب کے علاوہ دوسرے ایسے حضرات بھی انبیاءؑ کے مشابہہ اور حضرت ابراہیمؑ کی مثال ہوسکتے ہیں۔

امثال و تشبیہات میں مماثلت اور اختصاص کا تقاضا نہیں ہوتا ہے۔

حاطب ابن ابی بلتعہؓ کے بارہ میں حضرت عمرؓ کے جواب میں حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ عمرؓ اس کو چھوڑ دو ابی بلتعہؓ بدر کے دن میرے ساتھ حاضر تھے۔ حضورؐ کا یہ ارشاد اس پر دلالت اور اس کا تقاضہ نہیں کرتا ہے کہ حضرت حاطبؓ کے علاوہ بدر کے دن حضورؐ کے سوا کوئی دوسرا حاضر نہیں تھا بلکہ خصوصیت کے ساتھ اس ارشاد میں بدر کے دن حضرت حاطبؓ کا ذکر فرمانا بدر کے دن حضرت حاطبؓ کی حاضری کے اقتضاء یعنی مغفرت ذنوب کی طرف حضورؐ کو اشارہ کرنا مقصود ہے حضورؐ نے عشرہ مبشرہ کو جنت کی خبر دی ہے مگر صرف ان کو حضورؐ کے خبر دینے کا تقاضہ یہ نہیں ہے کہ ان حضرات کے علاوہ کوئی دوسرا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ بلکہ خصوصیت کے ساتھ ان حضرات عشرہ مبشرہ کو جنت میں داخل ہونے کے سبب کے اقتضاء کا ذکر کرنا مقصود ہے۔ بیعت رضوان میں حضورؐ نے فرمایا جس نے اس درخت کے نیچے مجھ سے بیعت کی ہے۔ ان میں سے ایک بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا حضورؐ کے اس ارشاد کا یہ تقاضہ نہیں ہے۔ کہ ان حضرات صحابہؓ کے علاوہ جنہوں نے اس موقعہ پر حضورؐ سے بیعت کی ہے۔ دوسرے حضرات جہنم میں داخل ہوں گے بلکہ حضورؐ کو ان حضرات صحابہؓ کے بیعت کے اقتضاد کا ذکر کرنا مقصود ہے

حافظ ابن تیمیہؒ نے حضرت علیؓ کے بارہ میں حضورؐ کے اس ارشاد پر کہ انت منی بمنزلۃ ہارون و موسیٰ سے بحث کرتے ہوئے ہمارے اس موضوع کے متعلق بہت نفع رساں امور کا ذکر کیا ہے۔ اس لیے استفادہ کی نیت سے میں حافظؒ کی بحث کا ایک حصہ یہاں نقل کرنا چاہتا ہوں۔ حافظؒ لکھتے ہیں۔ کہ غزوہ تبوک میں حضورؐ نے حضرت علیؓ کو مدینہ منورہ میں اپنا خلیفہ چھوڑا اور حضورؐ نے ان صحابہؓ کو ساتھ لیا جن سے زیادہ نفع کی امید تھی اور جن کی رائے اور مشاورت اور تلوار کی زیادہ ضرورت تھی۔ تجربہ کار اور معروف مجاہدین صحابہ تمام کے تمام حضورؐ کے ہمرکاب جا رہے تھے حجاز کا تمام عرب

مسلمان ہو چکا تھا۔ مکہ معظمہ فتح ہو چکا تھا۔ اسلام غالب ہو چکا تھا مدینہ منورہ پر دشمن کے حملہ آور ہونے کا خطرہ نہیں تھا۔ اس لیے اہل مدینہ کو دشمن کے مقابلہ کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ مدینہ منورہ میں بچوں عورتوں معذوروں کے سوا کوئی باقی نہیں تھا۔ مدینہ منورہ میں حضرت علیؓ کے لئے کوئی سیاست نہیں تھی۔ اس لیے بعضے منافقین نے یہ طعن کیا کہ حضورؐ حضرت علیؓ کو ناپسند کرتے ہیں اور حضرت علیؓ نے بھی آکر حضورؐ سے کہا آپ مجھے عورتوں اور بچوں پر خلیفہ چھوڑتے ہیں۔ حضورؐ نے منافقین کے وہم کے دفع کرنے کے لیے اور حضرت علیؓ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ آپ کا خلیفہ بنانا مدینہ منورہ میں نقص نہیں ہے اگر یہ نقص ہوتا تو حضرت موسےٰ حضرت ہارون کا اپنا خلیفہ نہ چھوڑتے بلکہ میرے حضور آپ کا مقام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں استخلاف کے لیے حضرت علیؓ کا خصوص کے ساتھ ذکر کرنا اس کا تقاضہ نہیں کرتا ہے۔ کہ حضورؐ نے اپنے بعد حضرت علیؓ کو ہی اپنا خلیفہ بنایا ہے بلکہ واقعات یہ ہیں۔ کہ اس واقعہ غزوہ تبوک سے پہلے غزوات میں اور اس کے بعد بھی حضرت علیؓ کے علاوہ مدینہ منورہ میں حضورؐ نے اپنا خلیفہ اور جانشین چھوڑا ہے اور وہ سب کے سب تمام حضرات حضورؐ کے لیے بمنزلہ ہارون من موسیٰ ہیں۔ اس لیے کہ تمثیل و تشبیہ مشبہ کے اختصاص کا تقاضہ نہیں کرتی ہے بلکہ مشبہ کے ساتھ اس تشبیہ میں مشبہ کے علاوہ بھی دوسرا شریک ہوسکتا ہے۔ چنانچہ مستدرک حاکم میں مذکور ہے کہ خیبر کے دن مدینہ منورہ میں سباع ابن عرفنطہ غفاری کو حضورؐ نے اپنا خلیفہ چھوڑا تھا۔ اور صحیح بخاری میں حضرت سلمہؓ اور سہل بن سعد کے بیان میں یہ مذکور ہے کہ خیبر کے دن حضرت علیؓ مدینہ منورہ میں تھے آپ کی آنکھیں دُکھنی آئیں تھیں۔ اور حضورؐ نے خیبر سے ان کو بلوایا ہے۔ اور غزوۂ تبوک کے بعد ۱۰ھ میں ۲۵ ذی القعد کو حضورؐ آخری حج کے لیے مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور حضرت علیؓ ان دنوں میں یمن میں تھے اور ابودجانہ ساعدی کو مدینہ منورہ میں آپؐ نے اپنا خلیفہ چھوڑا ہے اس کے معنے یہ ہے کہ حضورؐ کے مذکورہ ارشاد میں حضرت علیؓ کے ذکر کی تخصیص کے باوجود بھی دوسرے حضرات صحابہؓ حضرت علیؓ کی طرح مدینہ منورہ میں حضورؐ کے نائب اور خلیفہ رہے ہیں۔ مسند امام احمد حدیث ۳۶۳۲ اور حاکم کتاب المغازی میں مذکور ہے کہ بدر کے قیدیوں کے بارہ میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی رائے میں اختلاف تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو فرمایا تیری مثال حضرت ابراہیمؑ اور حضرت عیسےٰؑ کی ہے اور حضرت عمرؓ کو فرمایا آپ کی مثال حضرت نوحؑ کی اور حضرت موسےٰؑ کی ہے۔ حضورؐ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ عظیم الشان انبیاءؑ کی مثل فرمایا ہے مگر اس کے یہ معنے نہیں ہے کہ تمام امور اور فطرت میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ انبیاءؑ ہیں اور انبیاءؑ کی مثال ہیں حضورؐ کے ارشاد میں مقصود صرف اس قدر ہے کہ حضرت ابوبکرؓ لین اور نرمی میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت عیسےٰؑ کے مثل ہیں اور حضرت عمرؓ شدت میں حضرت نوحؑ اور موسیٰؑ کے مثل ہیں۔

(منہاج السنتہ ص ۸۷ ج ۴)

غرض تشبیہ اور تمثیل کلی مساوات اور تخصیص کا تقاضہ نہیں کرتی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ امت محمدیہؐ میں نرمی اور شدت کے اعتبار سے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی طرح دوسرے حضرات بھی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی مثال ہوسکتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ حضرت عمرؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لسان نبوت میں اُمت محمدیہ کے بعضے حضرات کی تمثیل و تشبیہ اگر حضرات انبیاءؑ کے ساتھ ثابت اور مذکور ہے۔ اور یقیناً ایسا ہے اور تمثیل و تشبیہ میں تخصیص اور کلی مساوات مقصود نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ تشبیہ و تمثیل میں جن حضرات کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے حضرات بھی کسی خاص وصف اور واقعہ کے اعتبار سے اس حکم اور مثال میں شامل اور داخل ہوسکتے ہیں۔ اب آپ سوچیئے کہ اگر کسی صاحب نے حضرت شیخ التفسیرؒ کو صدیق دوران لکھا ہے۔ تو اس کے یہ معنے نہیں سمجھنا چاہئے کہ یہ غلو عقیدت ہے یا عقیدت میں مبالغہ آمیزی ہے۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے بارہ میں اور حضرت عمرؓ کی زبان ابومسلم خولانی کے بارہ میں غلو عقیدت یا عقیدت کی مبالغہ آمیزی سے معصوم اور پاک ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہؒ کی محتاط زبان بھی حضرت ابوبکرؓ کے غلو عقیدت اور عقیدت کی مبالغہ آمیزی سے آلودہ نہیں ہے۔ اور نیز حضرت مولاناؒ کو کسی صاحب کے صدیق دوراں لکھنے کے یہ معنے نہیں کہ حضرت مولاناؒ ابوبکر صدیقؓ کے مقام پر پہنچ گئے ہیں یا آپ قدر و منزلت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے برابر ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مقام اور رتبہ حضورؐ کی صحبت اور برکت سے جس قدر اونچا اور بلند ہے اس پر پہنچنے کا خیال اور تصور کسی صاحب علم کو بھی نہیں ہوسکتا۔ آپ کو معلوم ہے کہ ابن دغنہ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وہ حمیدہ اوصاف بیان کئے ہیں جن کو ہو بہو حضرت خدیجہؓ کی زبان سے حضورؐ کی نسبت اہل علم جانتے ہیں مگر ان جمیلہ اخلاق و اوصاف میں حضرت ابوبکرؓ کے اشتراک کے باوجود بھی حضرت ابوبکرؓ کی نسبت اس مقام اور مرتبت کا خیال کسی کو بھی نہیں ہوسکتا ہے۔ جو اللہ کے علم میں رسالت مآبؐ کے لئے عظمت اور جلال کا مقام مقدر ہے اور نیز یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ حضرت مولاناؒ ہی اس امتیاز کے لیے مخصوص ہیں۔ جس کو کسی صاحب قلم نے صدیق دوراں کے نام سے لکھا ہے بلکہ امت محمدیہ میں معلوم نہیں کتنے ایسے حضرات گزرے ہیں اور آئندہ ہوں گے کہ کسی خاص وصف اور واقعہ کے اعتبار سے اپنے عہد میں صدیقؓ کی مثال ہو سکتے ہیں۔ اگر کسی نے اپنی عقیدت کے خیال میں کسی خاص پہلو کے اعتبار سے حضرت مولاناؒ کو صدیق اکبرؓ کی مثال سمجھتے ہوئے صدیق دوراں لکھا یا کہا ہے تو اس پر نکیر نہ ہونا چاہئے اور نیز یہ بات بھی قابل غور ہے۔ کہ اہل تصوف کی اصطلاح میں صدیق سلوک کے منازل میں ایک مقام اور منصب ہے جس کو حق تعالیٰ اپنے الطاف اور عنایات سے جس کو چاہئے عنایت کرتا ہے حسن بصریؒ فرماتے ہیں۔ "اللہ کی زمین ستر صدیقوں سے کبھی خالی نہیں ہوگی اور وہ ابدال ہیں ان میں سے جب ایک وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو اس کا نائب بنا دیتا ہے اور ان حضرات میں سے چالیس شام میں ہوتے ہیں اور تیس باقی زمین پر" اور حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ حضرت حسن صدیقین ابدال میں سے ہیں۔

(الحاوی ص ۴۳۰)

بلال خواص فرماتے ہیں امام احمدؒ صدیق ہیں غرض یہ کہ صدیق ایک منصب ہے یا ایک مقام ہے اور ابدال اس کا دوسرا نام ہے۔ اور ہر زمانہ میں بکثرت ایسے حضرات موجود ہوتے ہیں۔ جو اس فن کے واقف کار حضرات کی اصطلاح میں صدیق اور ابدال کہلاتے ہیں۔ اگر کسی صاحب نے حضرت مولاناؒ کو اپنی عقیدت اور حسن ظن یا قرائن کی روشنی میں اپنے وقت کا صدیق کہا ہے۔ اور صدیق اور ابدال ہر زمانہ میں ہر دور میں ہوتے ہیں اور ہوسکتے ہیں۔ تو اس پر کچھ تعجب نہیں کرنا چاہئے۔ اللہ کے فضل اور الطاف سے کچھ بعید نہیں۔ کہ حضرت مولانا شیخ التفسیرؒ کو اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر سرفراز فرمایا ہو۔

باقی بر صفحہ ۱۸

قسط ۱۳

روحانی امراض کا ہسپتال

محمد عثمان غنی بی۔اے واہ کینٹ

منظر:۔ تیز گام ٹرین راولپنڈی سے چل کر جہلم کے ریلوے اسٹیشن پر رُکی ہے اور عام مسافروں کے علاوہ اکثر فوجی جوان بھاری بھاری ٹرنک اور بستر لے کر گاڑی میں سوار ہو رہے ہیں ایک طرف پلیٹ فارم پر فوجی جوان اکرم اپنی والدہ اور دیگر لواحقین کے ہمراہ کھڑا ہے اُس کے بھائیوں نے اُس کے ٹرنک اور بستر وغیرہ ایک تھرڈ کلاس کمپارٹمنٹ میں رکھ دیئے ہیں مستورات کی آنکھوں میں آنسو جھلملا رہے ہیں جیسا کہ جہلم کے اسٹیشن پر تقریباً ہر روز ہوتا ہے۔

اکرم بڑی بُردباری سے سب کو دلاسے دے رہا ہے۔ گاڑی نے سیٹی بجادی۔ اکرم کی بیوی سکینہ بھی ایک طرف گھونگٹ نکالے اندر ہی اندر آنسو بہا رہی ہے اور سسکیاں بھر رہی ہے۔ چھوٹے بچّے بھی اپنے ابّا کو رخصت کرنے آئے ہوئے ہیں اُن کو اکرم مٹھائی لے کر دیتا ہے۔ گاڑی نے دوسری سیٹی بھی بجادی گارڈ نے جھنڈی ہلائی اور گاڑی آہستہ آہستہ چل پڑی۔ اکرم بھاگ کر سوار ہو جاتا ہے۔ پائیدان پر کھڑا ہو کر ہاتھ ہلا رہا ہے اور ساتھ ہی اُس کی آنکھوں سے بھی ٹپ ٹپ آنسو بہہ نکلے۔ رومال سے آنسو خشک کرتا ہے۔ گاڑی کی رفتار تیز ہو جاتی ہے اور جلد ہی جہلم کا اسٹیشن آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ اکرم اندر آکر اپنے ٹرنک پر بیٹھ جاتا ہے۔ اور دیر تک گہری سوچ میں ڈوب جاتا ہے۔

ایک مسافر:۔ بھائی! آپ کیوں اُداس بیٹھے ہیں؟

اکرم:۔ کچھ نہیں۔ بس ایسے ہی۔

مسافر:۔ کتنی "چھٹی" گزار کر جا رہے ہو۔

اکرم:۔ دو ماہ کی "چھٹی" آیا تھا۔ اچھا وقت گزرا گھر کے در و دیوار کا نقشہ آنکھوں کے سامنے گھوم رہا ہے۔ بچوں کی پیاری پیاری باتیں یاد آرہی ہیں۔ والدہ کی شفقت اور بیوی کی محبّت یاد آ آکے تڑپا رہی ہے۔ دو مہینے ایسے گزر گئے ہیں۔ جیسے دو منٹ، گھر کی روٹی کھانے سے اور وطن زمین کا پانی پینے سے جو خون پیدا ہوا۔ اور جو قوّت آئی وہ پردیس کے قسما قسم کھانوں سے بھی حاصل نہ ہوگا۔

مسافر:۔ ٹھیک کہتے ہو بھائی۔ مگر گھر کب تک بیٹھے رہتے؟ آخر آدمی اپنی ڈیوٹی پر ہی اچھا لگتا ہے۔ قوم کی خدمت اور وطن کی الفت ہر انسان کا فرض ہے۔ آپ زیادہ فکر نہ کریں اور اپنے دل کو مضبوط کریں۔ مسلمان کا وطن سارا جہان ہے۔ جہاں جاؤ اسلام کا جھنڈا گاڑ و۔ اسلام کی تاریخ کے اوراق بہادروں کی داستانوں سے بھرے پڑے ہیں وہ لوگ اپنے گھروں سے دور اپنے بال بچوں سے دُور۔ نئی نویلی دلھنوں کو چھوڑ کر کئی سمندر پار اسلام کی عظمت کی خاطر جانیں لڑاتے رہے اور اس میں اُن کو جو سرور حاصل ہوتا اُس کا مزا صرف وہ ہی جانتے تھے آپ بھی اُسی صف کے نوجوان سپاہی ہیں۔ کاندھوں پر تلوار کا نشان خالد بن ولید کی یاد دلاتا ہے دل کو پریشان نہ کرو اور اپنے اسلاف کی زندگیوں سے سبق سیکھو۔

اکرم:۔ شکریہ! آپ تو ماشاء اللہ بڑے نکتہ دان آدمی ہیں۔ کوئی اور بات بتایئے تاکہ سفر میں اکتاہٹ معلوم نہ ہو۔

مسافر:۔ آپ کا سفر کہاں تک ہے؟

اکرم:۔ مجھے کراچی تک حکم ملا ہے۔ وہاں پہنچ کر جہاں ہمارے کمانڈر صاحب حکم دیں گے۔ وہاں جاؤں گا۔

مسافر:۔ مجھے تو بس لاہور تک جانا ہے۔

اکرم:۔ آپ کہاں سے تشریف لا رہے ہیں۔

مسافر:۔ میں راولپنڈی ایک اجتماع میں آیا ہوا تھا۔ اور اب واپس جا رہا ہوں۔

اکرم:۔ آپ کے ہاتھ میں یہ رسالہ کون سا ہے۔

مسافر:۔ یہ رسالہ "خدام الدین" جو لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ اور اس میں روحانی امراض کے نسخے ہوتے ہیں۔ یہ امّتِ مسلمہ کے لیے ایک گرانقدر تحفہ ہے جو ہر ہفتہ ایمان کو تازہ کرتا ہے۔ اس میں مجلسِ ذکر اور خطبہ جمعہ کے دو مستقل عنوانات قرآن مجید اور حدیث پاک کی روشنی میں ارشادات پر مبنی سادہ زبان اور جلی رسم الخط میں مرتب ہو کر دنیا کے کونے کونے میں پہنچتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس رسالہ میں دیگر کار آمد باتیں بھی ہوتی ہیں۔

اکرم:۔ کوئی معمہ بھی ہوتا ہے؟ ہمارے ایک حوالدار صاحب نے شمع معمّہ میں کئی سال تک سر کھپائی کی۔ اور حل بھجوا بھجوا کے روپے گنوا گنوا کے آخر چھوڑ دیا۔ اب یہ رسالہ تو دینی ہے اس میں تو ایماندار لوگ کام کرتے ہوں گے

مسافر:۔ اس میں ایسی چیزوں کی گنجائش نہیں ہے۔ یہ گناہ کے کام ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے۔ کہ حرام طریقہ سے کمائی ہوئی دولت کبھی آسودگی کا باعث نہیں بن سکتی۔ اور پھر جو گوشت پوست حرام کے مال سے تیار ہوگا۔ وہ جہنم میں جلایا جائے گا۔ اللہ کی عبادت کی توفیق نہ ہوگی دعاؤں میں اثر نہ ہوگا اس رسالہ میں دنیاوی دولت اکٹھی کرنے کے بجائے ایمانی دولت کے خزانے ملتے ہیں۔ اور اس کا اندازہ آپ اس بات سے کریں کہ جب یہ رسالہ شروع ہوا تھا اُس وقت اس کی اشاعت چند سو تھی اور آج اللہ کے فضل سے اس کی اشاعت سولہ ہزار سے زاید ہے ہر امیر غریب کے گھر یہ اللہ کا پیغام پہنچاتا ہے۔ وکلاء، تجار، افسران، سکولوں کے استاد (استانیاں) مساجد کے آئمہ، صوفیائے عظام، غرض ہر طبقہ کے لوگ اس رسالہ سے استفادہ کرتے ہیں۔ آپ اگر پڑھنے کا شوق رکھتے ہوں تو یہ لیجئے حاضر ہے۔ آپ کو پسند آئے تو پھر اپنی یونٹ میں بھی اس کی اشاعت کریں۔ اور معمّہ کے چند روپے حاصل کرنے کے بجائے اللہ کے خزانوں سے ثواب کی دولت حاصل کریں

اکرم:۔ لایئے میں پڑھتا ہوں۔ اور آپ ذرا دیر آرام کریں۔

(گوجرانوالہ کا ریلوے اسٹیشن آگیا ہے اور اکثر لوگ اُتر چڑھ رہے ہیں شور سے مسافر کی آنکھ کھل جاتی ہے)

مسافر:۔ کہیئے نوجوان دوست! مطالعہ کیا؟

اکرم:۔ جی ہاں۔ ماشاء اللہ یہ رسالہ تو ایک عمدہ قسم کی سوغات ہے اس کا ہدیہ بھی تو صرف چار آنے نئے پچیس پیسے ہے۔ مجلس ذکر اور خطبہ جمعہ کے بہترین عنوانات کے علاوہ ایک مضمون بہ عنوان "روحانی امراض کا ہسپتال" بھی ابھی ابھی میری نظر سے گزرا ہے۔ یہ بڑا پُر اثر ہے اس میں جن مردِ کامل کا ذکر ہے وہ کہاں مل سکتے ہیں۔

مسافر:۔ اگر آپ کو شوق ہو تو بندہ آپ کو لے جا سکتا ہے۔

اکرم:۔ کیا میں آپ کا اسم گرامی پوچھ سکتا ہوں؟

مسافر:۔ بندہ کو صوفی بشیر کہتے ہیں۔

اکرم:۔ کیا اس مضمون میں آپ ہی کا نام ہے؟

(باقی بہ صفحہ ۱۶)

ضروری تنبیہ یا فائدۂ جلیلہ

یہ تو معلوم ہی ہے کہ علم قرأت اس علم کا نام ہے۔ جس میں وہ الفاظ اور مسائل بیان کئے جاتے ہیں جو نزول کی رو سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کئی کئی طرح آئے ہیں اور فن کے محقق اور متبحر اماموں نے صحیح اور غیر صحیح قراءۃ کے معلوم کرنے کے لئے ایک ضابطہ مقرر کر دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس قراءۃ میں تین رکن ہوں۔ ۱ قرآن کے رسم الخط کے موافق ہو۔ ۲ نحوی وجوہ میں سے کسی ایک وجہ کے مطابق ہو ۳ صحیح اور متصل سند کے ذریعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو وہ قراءۃ صحیح ہے جس کا قبول کرنا اور اس کو صحیح سمجھنا امت پر واجب اور فرض ہے۔ اور اصل رکن صرف تیسرا ہے۔ رہے باقی دو سو وہ محض تائید اور تقویت کے لئے ہیں اور جو حضرات علم بیان سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ ایک مقصد کو کئی طرح کی عبارتوں سے بیان کرنا کلام کی خوبیوں میں سے ہے اور قرأت اور روایات کی شان بھی یہی ہے کہ باوجود اس کے کہ الفاظ کی شکلیں متعدد ہو جاتی ہیں لیکن مفہوم اس پر بھی متحد ہی رہتا ہے۔ بلکہ ہر ایک قراءۃ پر دوسری سے اعلیٰ ترین معنی نکلتے ہیں۔ اگر درازی کا خوف مانع نہ ہوتا تو یہاں چند مثالیں درج کر کے ان خوبیوں کا قدرے نمونہ پیش کیا جاتا۔ اگر اس لطف سے بہرہ اندوز ہونے کا شوق ہو تو اردو داں حضرات رحمانی (شرح شاطبی) ج ۲ و ۳ کا اور علماء اور عربی جاننے والے حضرات اتحاف فضلاء البشر اور ابراز المعانی اور جعبری کی شرح وغیرہ وغیرہ کا مطالعہ فرمائیں ان شاء اللہ تعالیٰ نتیجہ میں اہل انصاف اس کا اعتراف فرمائیں گے کہ اگر علم ہے تو علم قرآت ہی ہے اور بے شک یہ اس کا مستحق ہے کہ اس کے حاصل کرنے اور مہارت پیدا کرنے میں عمر کا زیادہ سے زیادہ حصہ صرف کیا جائے اور حقیقت یہ ہے کہ علماء کی تفریح کا سامان جس قدر اس علم میں ہے دوسرے علوم میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہے لیکن ذوقِ ایں مے شناسی بخدا تا نہ چشی۔ اور اُردو کا شاعر کہتا ہے ؎

لذت اس مے کی نہ پہچانو گے جبتک نہ پیو
ہم قسم کھا کے خدا کی یہ کہے دیتے ہیں

اظہارِ تاسف لیکن یہ بات نہایت حسرت اور افسوس اور غم کے ساتھ پڑھی اور سنی جائے گی کہ آج اس دَورِ کفر و الحاد میں جس طرح مختلف فتنے یعنی فتنہ انکار احادیث اور دین کے نام پر بے دینی کے فتنے پرورش پا رہے ہیں اسی طرح فتنہ انکار قرآآت بھی رونما ہو رہا ہے اور افسوس بالائے افسوس یہ ہے کہ علماء کہلانے والے حضرات میں سے بھی بعض حضرات قرآآت کا انکار کرتے ہیں اس کو جہالت اور زندیقیت نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے اگر یہ حضرات فن کی بے شمار کتابوں میں سے علامہ جزری کی کتاب النشر فی قرآآت العشر ہی کا مطالعہ فرما لیتے تو بشرطِ انصاف ایک لمحہ کے لیے بھی اس جرمِ عظیم کے ارتکاب کی جرأت ان کو نہ ہوتی۔ لیکن اللہ رے نا واقفیت کہ جہاں اس کا راج ہو وہاں موقع کے بالکل خلاف چیزوں کا رونما ہو جانا بھی کوئی بڑی بات نہیں۔ یہاں درازی کے خوف کے پیشِ نظر صرف ابو محمد مکیؒ جو فن کے جلیل القدر امام ہیں ان کے ارشاد کے نقل کرنے پر اکتفا کی جاتی ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ عبرت کے لیے کافی اور وافی ہوگا۔ موصوف اپنی کتاب کشف کے تکملہ میں فرماتے ہیں کہ قرآن میں جو کچھ روایت کیا جاتا ہے اس کی تین قسمیں ہیں اول وہ جس میں (مذکورہ بالا) تینوں رکن موجود ہوں اس کو یقینی طور پر صحیح اور برحق ماننا پڑے گا اور یہ مقبول بھی ہے اور اس کا پڑھنا بھی صحیح ہے کیونکہ یہ رسم کے بھی موافق ہے اور اجماع سے لی گئی ہے اور اس کا منکر کافر ہے (جیسے مٰلِكِ مَلِكِ۔ وَمَا يُخٰدِعُوْنَ۔ وَمَا يَخْدَعُوْنَ۔ وَوَصّٰى وَاَوْصٰى وغیرہ وہ تمام قرائتیں جو مشہور ہیں) پوری تفصیل کے لیے عنایاتِ رحمانی جلد اول ص ۲۳ کا مطالعہ فرمائیں۔ اور وہ دس قرآآت اور بیس روایات جو علامہ جزری رحمہ اللہ کی نشر میں درج ہیں بلاشبہ اور بلاشک ایسی ہی ہیں جن میں تینوں رکن پائے جاتے ہیں جن کے منکر کو ابو محمد مکی رحمہ اللہ کافر بتاتے ہیں۔ اعاذنا اللہ منہ۔

وَاٰخر دَعْوَانا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوۃ والسَّلام علی خاتم الانبیاء سیدنا و نبینا محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰله واصحٰبه وَاَهْلِ بَيْتِهٖ و ذریته اجمعین۔ ربنا تقبل منا۔ انک انتَ السمیع العلیم۔ وانفع به الطالبین و ایایَ ووالدی واعزّائی واحبائی اجمعین۔ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْن۔

احقر ابو عبید اللہ رحیم بخش عفا اللہ عنہ پانی پتی خادم القرآن
مدرسہ خیر المدارس۔ ملتان شہر ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ بروز سہ شنبہ

بقیہ:- حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ

تو آپ نے فرمایا۔ میرا منہ زمین پر رکھ دو چنانچہ میں حکم کی تعمیل کرنے کے بعد اس خیال سے باہر نکلا تو سب لوگ پہلے ہی سے جمع تھے اور میرے دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا ہم نے خواب میں یہ منادی سُنی ہے۔ کہ ہمیں حضرت سفیان ثوریؒ کے جنازہ میں شرکت کرنے کے لئے یہاں پہنچنا چاہیئے۔ جب سب لوگ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کی حالت غیر ہو چکی تھی۔ مگر آپ نے اپنے سرہانے سے ایک ہزار دینار کی ایک تھیلی نکال کر فرمایا۔ اس رقم کو صدقہ کر دو۔ لوگوں نے کہا۔ حضرت تو ہمیشہ دولت جمع کرنے کی مخالفت فرمایا کرتے تھے پھر یہ دینار کس لئے جمع فرمائے تھے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ یہ زر میرے دین کا پاسبان تھا۔ اس کی موجودگی میں شیطان مجھ پر قابو نہیں پا سکا۔ یہ کہہ کر کلمہ شہادت پڑھا اور اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے۔ روایت ہے کہ جس روز حضرت سفیان ثوریؒ کا انتقال ہوا۔ تو اسی شب کو غیب سے آواز آئی۔ دنیا سے ورع کا خاتمہ ہو گیا۔ اور اسی شب کو ایک بزرگ نے حضرت کو بہشت میں ایک درخت کو دوسرے درخت پر اڑتے ہوئے دیکھ کر دریافت کیا۔ حضرتؒ کو یہ مرتبہ کس طرح عطا فرمایا گیا تھا۔ جواب ملا ورع کی بدولت اللہ تعالےٰ نے عطا فرمایا ہے۔ حضرت سفیان ثوریؒ کی تدفین کے بعد قبر سے یہ آواز آئی۔ ہم نے سفیان ثوری کو بخش دیا ہے۔ کیونکہ وہ ہماری مخلوق پر شفقت کرتا تھا۔

بقیہ: مجلس ذکر صہ سے آگے

بقیہ: مجلس ذکر صہ سے آگے

پتہ چل جاتا۔ ہندو اور مسلمان دور دور سے میاں صاحب سے تعویذ لینے آتے۔ ایک دفعہ محمد شفیع سندھی نے مجھے کہا کہ تم حضرت میاں صاحب سے تعویذ لے دو مجھے مانگنے کی ہمت نہیں۔ جب ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا "اچھا میاں تعویذ... چاہتے ہو؟" حضرت میاں صاحب عصر کی نماز کے بعد ملاقات کیا کرتے تھے اس وقت اُن سے ملنے والوں اور تعویذ لینے والوں کا بڑا ہجوم رہتا تھا حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ جب آخری مرتبہ دہلی سے لاہور جاتے ہوئے دیوبند اُترے تو حضرت سندھیؒ نے دس گیارہ بجے کے قریب مجھ سے فرمایا اس دفعہ میاں صاحب کی خدمت میں ضرور حاضر ہونا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ وہ عصر کے بعد ملتے ہیں مولانا نے فرمایا چلو ابھی چلتے ہیں ان کی عادت مبارک یہ تھی کہ اپنے خادم کو اپنے سے آگے چلایا کرتے تھے تاکہ راستہ کی تلاش خادم کرے اور وہ آسانی سے اس کے پیچھے پیچھے چلتے رہیں حضرت میاں صاحب کے گھر کی طرف ہم لوگ جا رہے تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ میاں صاحب ہماری طرف تشریف لا رہے ہیں جب سلام کلام ہوا تو حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ مولانا! میں آپ کا کچھ دیر سے انتظار دیکھ رہا تھا پھر اتفاق کی بات کہ جب ہم میاں صاحب کے حجرے میں پہنچے تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ وہاں گنے کی رس کی کھیر کے تین پیالے معہ دودھ اور چمچے کے موجود ہیں نہ ہی چوتھا آدمی ہے اور نہ ہی چوتھا پیالہ اور کافی دیر تک میاں صاحب اور حضرت سندھیؒ اپنی گزشتہ زندگی کی پرلطف یادوں کے مزے لیتے رہے۔

حضرتؒ فرماتے تھے بیٹا شکر کرو کہ تم نے اللہ والوں کو دیکھا، محدثین کو دیکھا، کاملین کو دیکھا ؎

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

عبادت پر گھمنڈ نہ ہونا چاہیئے قبر سے پہلے پہلے ہر وقت خطرہ ہے۔ ایک نبوت ہی ہے جو واپس نہیں لی جاتی ورنہ ولایت تک بعض اوقات چھن جاتی ہے اسی لئے... حور بعد الکور سے پناہ مانگی گئی ہے اللہ تعالیٰ رجعت قہقری سے بچائے۔ ہمیں تعلیم دی گئی ہے کہ دین کے معاملے میں اپنے سے اعلیٰ کو دیکھو اور دنیا میں اپنے سے ادنیٰ کو دیکھو ایک دفعہ شیخ سعدیؒ کے جوتے کھو گئے انہیں افسوس ہوا لیکن جب بازار میں ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے پاؤں ہی ندارد تو شیخ سعدیؒ نے خدا کا شکر ادا کیا کہ الحمد للہ شکر ہے جوتے نہیں تو پاؤں تو سلامت ہیں۔

حضرتؒ کا سارا دن مصروف رہتے تھے ملنے والوں سے فرصت نہیں ہوتی تھی۔ اکثر اپنے معمولات انہیں رات کو پورے کرنے پڑتے ہیں۔ بسا اوقات رات کو سونے کی بجائے اپنے اوراد شروع کر دیتے تو تکان کی وجہ سے اونگھ آجاتی کچھ دیر بعد پھر بیدار ہوتے اور اپنے وظائف میں مشغول ہو جاتے پھر تکان کی وجہ سے نیند غالب آجاتی کچھ وقفے کے بعد پھر بیداری ہوتی تو پھر اوراد و وظائف میں میں مشغول ہو جاتے بسا اوقات اسی طرح رات بیت جاتی۔ اس ناچیز نے کئی دفعہ حضرتؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ آخر جسم کا بھی حق ہے آپ ضرور کچھ دیر کے لئے آرام فرمالیا کریں تو جواب ارشاد فرماتے کہ قبر میں ہمیشہ سونا ہی رہنا ہے ہم کو بھی سوچنا چاہئے کہ ہمارے شیخ رح اور ہم کیا ہیں ہمارے شیخ کی اہلیہ کیسی تھیں اور ہماری مائیں نہیں کیسی ہیں۔

۱۹۴۶ء میں حضرات والدین رحمہم اللہ تعالیٰ کی معیت میں ناچیز بھی حج پر گیا تو لاہور سے حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ نے حضرت رح کو خط لکھا کہ وہی لاہور ہے اور وہی ہم وہی مکان ہے اور وہی در و دیوار مگر وہ برکتیں اب نہیں رہیں۔ گھر آنے کو جی نہیں چاہتا؟ ۔ وہ رونق تو الگ رہی مکان کھانے کو دوڑتا ہے اسی طرح ایک دفعہ مدینے سے حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب نے خط لکھا کہ جب آپ حضرات والدین ماجدین یہاں تشریف لاتے ہیں تو برکتیں اور رونقیں سب عود کر آتی ہیں اور جب آپ واپس تشریف لے جاتے ہیں تو وہ چہل پہل رونق اور برکت سب ساتھ چلی جاتی ہے

ہر کام میں اللہ کی رضا مطلوب ہونی چاہیئے اگر بیت الخلاء کو اس لئے جاتے ہیں کہ پاک ہو کر صاف کپڑے پہن کر عبادت کریں گے تو مسجد میں جو جو لحہ گزرے گا ثواب میں شمار ہوگا۔ صرف نیت کی درستی کی ضرورت ہے

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ جس کو اخلاص اور استقامت کے دو پر لگ جائیں تو وہ ہوا میں اُڑنے لگتا ہے۔ عبادت زندگی کا جوہر ہے دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ الدنیا مزرعۃ الآخرۃ اس دنیا میں جو بوئیں گے وہی کل کاٹیں گے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے نیک اعمال پر اجر کے وعدے فرمائے ہیں اگر اللہ کی رضا کے لئے عمل ہوگا تو اللہ بے حساب اجر عطا فرمائے گا اگر عمل میں ریا ہوگی تو وہی عمل جہنم میں جانے کا باعث بنے گا۔ قرآن میں ھدی للمتقین کے الفاظ آتے ہیں یہ کتاب (قرآن) پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے۔ تقویٰ ہی اصل عبادت ہے۔ اس دھن میں جینا عبادت اور اس دھن میں مرنا شہادت۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص اور استقامت عطا فرمائے اور اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العلمین۔

بیادگار شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ
مدرسہ اسلامیہ نور ہدایت کلور کوٹ تحصیل بھکر
ضلع میانوالی مغربی پاکستان کا

جلسہ

تیسرا سالانہ

بتاریخ ۱۰، ۱۱ جمادی الاول ۱۳۸۳ھ مطابق ۲۹-۳۰ ستمبر ۱۹۶۳ء بروز اتوار، پیر، ہو رہا ہے۔ جس میں پاکستان کے مشائخ عظام اور جید علماء کرام اور شعراء اسلام اپنے خیالات سے مستفید فرمائیں گے۔ تمام برادران اسلام کی خدمت میں التماس ہے کہ اس خالص دینی، مذہبی، اصلاحی جلسہ میں تشریف لاکر ثواب دارین حاصل کریں۔ جس میں مندرجہ ذیل علمائے کرام مشائخ کرام عظام شریک ہو رہے ہیں۔

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب خلیفہ حضرت مدنیؒ
حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب " " "
حضرت مولانا حکیم عبد الحکیم صاحب " " "
حضرت مولانا عبد الحق صاحب حقانیہ اکوڑہ خٹک
حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام (سابق)
حضرت مولانا خدا بخش صاحب بیرون دہلی دروازہ ملتان
حضرت مولانا قاضی عبد اللطیف خلیفہ شیخ التفسیرؒ لاہوری
حضرت مولانا محمد شفیع صاحب مہتمم مدرسہ قاسم العلوم ملتان
حضرت مولانا مفتی عبد الحمید صاحب ... میانہ ...
حضرت مولانا عبد القادر صاحب آزاد جنرل سیکرٹری اسلامی مشن
حضرت مولانا محمد الیاس خادم حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ
صوفی محمد حفیظ صاحب شاعر ختم نبوت منٹگمری
شاعر اسلام جناب سید امین گیلانی شیخوپورہ

نوٹ:۔ مدعوین حضرات کے علاوہ باقی حضرات قیام طعام کے خود ذمہ دار ہوں گے۔

الداعی الی الخیر: مجلس انتظامیہ مدرسہ اسلامیہ نور ہدایت کلور کوٹ (تحصیل بھکر ضلع میانوالی)

التماسِ دُعا

احقر کی والدہ محترمہ بقضائے الٰہی اس دار فانی سے انتقال فرما گئی ہیں۔ قارئین کرام مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ منشی تاج الدین اندھی کھوئی ملتان

خدام الدین خود پڑھیں احباب کو پڑھائیں

بقیہ :- روحانی امراض کا ہسپتال صفحہ ۱۳ سے آگے

مسافر :- جی ہاں - یہ خادم ہی اس نیک کام میں حصہ لے رہا ہے - غرض صرف اتنی ہے کہ معاشرہ کے ہر طبقہ کی اصلاح ہو جائے دکانداری مطلوب نہیں ہے - بدابادصول کرنا یا لوگوں کی روٹیاں زردے پلاؤ کھلانے سے کچھ واسطہ نہیں ہے - صرف اتنی آرزو ہے کہ بھولے بھٹکے سیدھی راہ پر آجائیں -

اکرم :- میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ ضرور میرے ساتھ یہ نیکی کریں کیونکہ ہمیں تو آج تک معلوم ہی نہیں تھا کہ ایسی ہستیاں اس گئے گزرے زمانے میں بھی موجود رہیں - اگر آپ مجھے بتائیں تو میں لاہور میں چند گھنٹے رُک کر دوسری گاڑی پر سوار ہو کر کراچی چلا جاؤں گا -

صوفی بشیر :- اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی ہو سکتی ہے - آپ بندہ کے گھر چلیں جو دال ساگ ہو گا حاضر کیا جائے گا اور پھر نماز مغرب کے بعد حضرت کے ارشادات آپ کو سنوائیں گے - اب تو صرف آدھ گھنٹے کا سفر باقی ہے - پھر آپ اپنا پروگرام سوچ کر بتائیں -

اکرم :- مجھے سوموار سے حاضر ہونا ہے آج جمعرات ہے - اگر میں شام تک لاہور میں رک جاؤں گا تو کوئی ہرج نہیں ہے - میں ارادہ کر رہا تھا کہ حیدر آباد میں اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ ایک دو دن گزار لوں گا اب آپ جیسے رفیق محترم کے ساتھ چند گھنٹے گزار لوں گا - ہم خرما وہم ثواب

صوفی بشیر :- یہ تو اس ناچیز کی خوش نصیبی ہے - جو آپ جیسے مہربان شرف مہمانی بخشیں - آپ ایسا کریں کہ جمعہ کی نماز بھی یہاں ہی ادا کریں اور پھر انشاء اللہ کل یعنی نماز جمعہ کے بعد آپ کو گاڑی پر سوار کرا دیں گے

اکرم :- چلیے ایسے ہی سہی - مگر لاہور تو وہ نظر آ رہا ہے - اپنا سامان درست کرنا چاہیئے -

صوفی بشیر :- لاہور جا کر گاڑی کافی دیر رُکتی ہے آپ اطمینان رکھیں -

لاہور جا کر اترتے ہیں اور سٹیشن سے ٹیکسی پر سوار ہو کر صوفی بشیر کے گھر پہنچتے ہیں - تھوڑی دیر آرام کر کے پھر بیٹھ جاتے ہیں اور بات چیت کا سلسلہ پھر شروع ہو جاتا ہے -

صوفی بشیر :- اے فوجی دوست! اللہ تعالےٰ آپ پر اپنے انعامات کی بارشیں کرے اگر آپ غور کریں تو جہلم کا منظر ایک عبرت ناک منظر تھا - جس طرح آپ نے دیکھا کہ مختصر عرصہ کی جدائی پر سب لواحقین کی آنکھیں اشکبار تھیں - اسی طرح ایک دن دائمی جدائی بھی ہو گی اور پھر جس طرح یہ گاڑی چلتی رہی کوئی گجرات اتر گیا، کوئی وزیر آباد کوئی گوجرانوالہ اسی طرح زندگی کی گاڑی چل رہی ہے ہر ایک اپنا اپنا سفر کر کے منزل پر جا رہا ہے - لیکن بعض وہ بھی ہیں جن کو اس کا احساس نہیں ہے - اس مختصر سفر میں توشہ ساتھ ہے لباس ساتھ ہے ہر چیز کا فکر ہے مگر اس سفر کا کوئی خیال نہیں ہے - جو بڑا کٹھن ہے - میری مراد قبر اور آخرت سے ہے - کاش ہم لوگ اس طرف بھی دھیان کریں - مرد کامل کے ارشادات سے آپ کو معلوم ہو گا کہ ہم لوگ کتنے غافل ہیں -

اکرم :- آپ نے تو جھنجوڑ کے رکھ دیا سچ مچ بات تو ایسی ہی ہے کہ ہم لوگ اپنے اصلی سفر سے تو بالکل غافل ہیں چلیے پھر اب تو شام ہونے کو ہے - حضرت کے ارشادات ہی سُنیں -

صوفی بشیر :- چلیے

مردِ کامل کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

مرد کامل :- عزیزو! اللہ کی نعمتیں انسان پر بے حد و بے شمار ہیں - ایسے محسن کی احسان فراموشی نہیں کرنی چاہیئے اس کی نعمتوں کا شکریہ بجا لانا انسان کا فرض ہے - حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ انسان کے جسم پر جتنے بال ہیں اگر ہر بال کو دو دو زبانیں عطا کی جائیں اور ہر زبان قیامت تک شکریہ ادا کرنے میں مصروف ہو جائے تو شکریہ کا حق ادا نہ ہو سکے گا - زندگی میں جہاں سارے کاموں کے لئے تگ و دو کرتے ہو - وہاں یادِ خدا بھی کیا کرو

دست بکار دل بیار -

عشق خداوندی وہ لازوال نعمت ہے جس کا نشہ اترنا ناممکن ہے - جو اللہ کا ہو جائے اللہ اس کا ہو جاتا ہے - وہ کبھی نامراد نہیں ہوتا - ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک سال سخت ترین گرمی کے زمانہ میں حج کو چلا - لُو بڑی شدت سے چلتی تھی - ایک دن جبکہ میں وسطِ حجاز میں پہنچ گیا اتفاقاً قافلہ سے بچھڑ گیا اور مجھے کچھ غنودگی سی آگئی - دفعتاً آنکھ جو کھلی تو مجھے اس جنگل بیابان میں ایک آدمی نظر آیا تو میں جلدی جلدی اس کی طرف چلا - دیکھا تو ایک کم سن لڑکا تھا جس کے داڑھی بھی نہ نکلی تھی - اور اس قدر حسین کہ گویا چودھویں رات کا چاند ہے - اس پر ناز و نعمت کے کرشمے چمک رہے ہیں - میں نے اس کو سلام کیا اس نے کہا ابراہیم! وعلیکم السلام، میرا نام لینے پر مجھے انتہائی ہوئی اور مجھ سے سکوت نہ ہو سکا میں نے بڑے تعجب سے پوچھا کہ صاحبزادے تجھے میرا نام کیسے معلوم ہوا تو نے تو کبھی مجھے دیکھا بھی نہیں کہنے لگا کہ ابراہیم! جب سے مجھے معرفت حاصل ہوئی ہے میں انجان نہیں بنا اور جب مجھے وصال نصیب ہوا کبھی فراق نہیں ہوا - میں نے پوچھا کہ اس سخت گرمی میں اس جنگل میں تجھے کیا مجبوری کھینچ کر لائی - کہنے لگا کہ ابراہیم! اس کے سوا میں نے کبھی کسی سے اُنس پیدا نہیں کیا اور نہ اس کے سوا کبھی کسی کو ساتھی اور رفیق بنایا - میں اس کی طرف بالکلیہ منقطع ہو چکا ہوں اور اس کے معبود ہونے کا اقرار کر چکا ہوں - میں نے پوچھا کہ تیرے کھانے پینے کا ذریعہ کیا ہے؟ کہنے لگا کہ محبوب نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے - میں نے کہا ان عوارض کی وجہ سے جو میں نے ذکر کئے مجھے تیری جان کے ہلاک ہو جانے کا اندیشہ ہے تو اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی موتیوں کی طرح اس کے رخساروں پر پڑ رہی تھی اور کہنے لگا کون شخص ڈرا سکتا ہے - مجھ کو جنگل کی سختی سے حالانکہ میں اس جنگل کو اپنے محبوب کی طرف چل کر قطع کر رہا ہوں اور اُس پر ایمان لا چکا ہوں - عشق مجھ کو بے چین کر رہا ہے اور شوق ابھارے لئے جاتا ہے اور اللہ کا چاہنے والا کبھی کسی آدمی سے نہیں ڈر سکتا - اگر مجھے بھوک لگے گی تو اللہ کا ذکر میرا پیٹ بھرے گا - اور اللہ کی حمد کی وجہ سے میں پیاسا نہیں ہو سکتا تو میرے بچپن کی وجہ سے مجھے حقیر سمجھتا ہے - میں نے پوچھا تجھے خدا کی قسم اپنی صحیح صحیح عمر بتا کیا ہے - کہنے لگا کہ تو نے بڑی سخت قسم مجھ کو دے دی جو میرے نزدیک بہت ہی بڑی ہے - میری عمر بارہ برس کی ہے - پھر وہ کہنے لگا کہ ابراہیم تجھے میری عمر پوچھنے کی کیا ضرورت پیش آئی میں نے بتا تو دی ہے - میں نے کہا مجھے تیری باتوں نے حیرت میں ڈال دیا - کہنے لگا اللہ کا شکر ہے اُس نے بڑی نعمتیں عطا فرمائیں - اور اللہ کا فضل ہے کہ اُس نے اپنے بہت سے مومن بندوں سے افضل بنایا - ابراہیم کہتے ہیں کہ مجھے اس کے حسن صورت حسن سیرت اور اس شیریں کلام پر بڑا ہی تعجب ہوا - میں نے کہا سبحان اللہ حق تعالےٰ شانہٗ نے کیسی کیسی صورتیں بنائی ہیں اس نے تھوڑی دیر نیچے کو سر جھکا لیا پھر اوپر

کی طرف منہ اٹھا کر بہت ترچھی مجھے دیکھا اور کہنے لگا اگر میری سزا جہنم ہو تو میرے لئے ہلاکت ہے اس وقت میری یہ رونق اور خوبصورتی کیا بنائے گی اس وقت میری ساری خوبیوں کو عذاب عیب دار بنائے گا اور جہنم میں طویل عرصہ تک رونا پڑے گا اور جبار جل جلالہ یہ فرمائے گا ....

بدترین غلام! تو میرے نافرمانوں میں ہے تو نے دنیا میں میرا مقابلہ کیا - میری حکم عدولی کی - کیا تو میرے عہد و پیمان کو جو ازل میں ہوئے تھے، بھول گیا تھا یا میری قیامت کی، ملاقات کو بھول گیا تھا؟ اے ابراہیم تو اس دن دیکھے گا کہ فرمانبرداروں کے منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے اور حق تعالٰے شانہٗ اپنے اوپر سے انوار کے پردے ہٹا دیں گے جس کی وجہ سے ہر فرمانبردار اس ذات پاک کی زیارت سے ایسے مبہوت ہو جائے گا کہ اس کے مقابلہ میں ہر نعمت اور راحت کو بھول جائے گا اور حق تعالٰے شانہٗ اُن فرمانبرداروں کو ہیبت اور خوشنودی کا لباس پہنائیں گے اور ان کے چہرے کو رونق اور شادابی عطا ہو گی اے ابراہیم محروم وہ ہے جو دوست سے منقطع ہو گیا ہو اور وصال اس کو حاصل ہے جس نے اللہ کی اطاعت سے وافر حصہ لیا لیکن ابراہیم اپنے رفقائے سفر سے بچھڑ گئے ہو - میں نے کہا ہاں میں ایسا ہی رہ گیا ہوں تجھ سے اللہ کے واسطے سوال کرتا ہوں کہ تو میرے لئے دعا کر کہ میں اپنے ساتھیوں سے جا ملوں - میرے اس کہنے پر اس لڑکے نے آسمان کی طرف دیکھا اور کچھ آہستہ آہستہ زبان سے کہا کہ مجھے اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہوئے نظر آئے اس وقت مجھے دفعتہً نیند کا جھونکا سا آیا بے ہوشی سی ہوئی اس سے جو میں نے افاقہ پایا تو قافلہ کے بیچ میں اونٹ پر اپنے آپ کو پایا اور میرے اونٹ پر میرا جو ساتھی تھا وہ مجھ سے کہہ رہا تھا ابراہیم ہوشیار ہو سنبھلے رہو اور ایسا نہ ہو کہ اونٹ پر سے گر جاؤ اور اس لڑکے کا مجھے کچھ پتہ نہ چلا کہ وہ آسمان پر اڑ گیا یا زمین کے اندر اتر گیا - جب ہم سارا راستہ طے کر کے مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور میں حرم شریف میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ لڑکا کعبہ شریف کا پردہ پکڑے ہوئے رو رہا ہے اور کہہ رہا ہے میں کعبہ کا پردہ پکڑ رہا ہوں اور بیت اللہ کی زیارت بھی کر رہا ہوں لیکن دل میں جو کچھ ہے اس کو اور راز کی بات کو تو خوب جانتا ہے - میں بیت اللہ کی طرف پیدل چل کر آیا ہوں کہیں سوار نہیں ہوا اس لئے کہ میں باوجود اپنی کمسنی کے فریفتہ عاشق ہوں - میں بچپن ہی سے تجھ پر مرنے لگا ہوں جب کہ میں عشق کو جانتا بھی نہ تھا کہ اگر لوگ مجھے ملامت کریں کسی بات پر تو میں ابھی عشق کا طفل مکتب ہوں - اے اللہ! اگر میری موت کا وقت آگیا ہو تو شاید میں تیرے وصل سے بہرہ یاب ہو سکوں - اس کے بعد وہ بے اختیار سجدہ میں گر گیا اور میں دیکھتا رہا - اس کے بعد میں اس کے پاس گیا اور اس کو ہلایا تو وہ انتقال کر چکا تھا - رضی اللہ عنہ وارضاہ -

ابراہیم کہتے ہیں کہ مجھے اس کے انتقال کا بہت سخت صدمہ ہوا میں وہاں سے اٹھ کر اپنی قیام گاہ میں آیا اور اس کے کفن دینے کے لئے کپڑا لیا - اور مدد کے لئے ایک دو آدمی ساتھ لئے اور وہاں پہنچا جہاں اس کو مردہ چھوڑ کر آیا تھا تو اس کی نعش کا کوئی پتہ نہ چلا - وہاں دوسرے حاجیوں سے دریافت کیا مگر کسی کو بھی پتہ نہ تھا کہ کسی نے اس کو دیکھا تو میں سمجھا کہ اللہ جل شانہٗ نے اس کو لوگوں کی آنکھوں سے پوشیدہ فرما رکھا تھا - میں وہاں سے اپنی قیام گاہ پر واپس آگیا اور مجھے کچھ غنودگی سی آگئی تو میں نے اُس کو خواب میں دیکھا کہ وہ ایک بہت بڑے مجمع میں ہے اور سب سے پیش پیش ہے اور اس پر اس قدر نور چمک رہا ہے اور ایسے عمدہ جوڑے ہیں کہ اُن کی صفت بیان میں نہیں آسکتی - میں نے اس سے پوچھا کہ تو وہی لڑکا ہے کہنے لگا کہ میں وہ ہی ہوں میں نے کہا کہ کیا تیرا انتقال نہیں ہوا اس نے کہا ہاں ہو گیا میں نے کہا کہ میں نے تجھے تجہیز و تکفین کے لئے بہت تلاش کیا کہیں پتہ نہ چلا کہنے لگا ابراہیم سن! جس نے مجھے میرے شہر سے نکالا اور اپنی محبت میں فریفتہ کیا اور میرے عزیز و اقارب سے جدا کیا اُس نے مجھے کفن دیا اور کسی دوسرے کا محتاج نہیں بننے دیا - میں نے پوچھا کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے مرنے کے بعد تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا اُس نے عرض کیا کہ اللہ جل شانہٗ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا کہ تو کیا چاہتا ہے میں نے عرض کیا کہ الٰہا تو ہی مقصود ہے اور تیری ہی مجھے آرزو ہے - فرمایا کہ بے شک تو میرا سچا بندہ ہے اور جو تو مانگے اس کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے میں نے عرض کیا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے زمانہ کے تمام آدمیوں میں میری سفارش قبول فرمالے - ارشاد ہوا کہ ان سب کے بارے میں تیری سفارش مقبول ہے - ابراہیم کہتے ہیں کہ اس کے بعد اس لڑکے نے خواب میں مجھ سے رخصتی مصافحہ کیا اور میں نیند سے بیدار ہو گیا میں نے اپنے حج کے جو ارکان باقی تھے وہ پورے کئے لیکن اُس لڑکے کی یاد سے اور اس کے رنج سے میرے دل کو قرار نہ تھا - میں حج سے فارغ ہو کر واپس ہوا لیکن راستہ میں سارے قافلہ والے یہ کہتے تھے کہ ابراہیم تیرے ہاتھ کی مہک سے ہر شخص حیران ہے کہ کیسی خوشبو آرہی ہے اور اس واقعہ کے نقل کرنے والے کہتے ہیں کہ مرنے تک ابراہیم کے ہاتھوں میں سے وہ خوشبو آتی رہی —— عزیزو! دیکھا جو خدا کا ہو گیا اس کو کسی کی محتاجی نہیں رہتی - دنیا میں بھی رہو مگر دین کو بھی نہ بھولو - عبادت کا فریضہ ضرور ادا کرو - آج تک جو سستی ہوئی ہے اس پر ندامت کرو اور آئندہ توبہ کر کے سیدھی راہ پر چل پڑو - اب بھی فرصت ہے توبہ کر لو - اللہ تعالٰے کی طرف رجوع کر لو ورنہ اگر سکرات الموت شروع ہو گئیں تو پھر توبہ کارآمد ثابت نہ ہوگی - اتباع سنت، عمل صالح اور اہل اللہ علمائے ربانی کی صحبت کارآمد ہوگی اگر آپ نے ان الفاظ کو غور سے سنا لوح دل پر لکھ کر لے گئے اور عمل کر کے زندگی سنوار لی تو قبر جنت کا باغ بن جائے گی

اکرم ایسے غور سے ارشادات سُن رہا تھا کہ اُسے خیال ہی نہیں کہ وہ سفر میں ہے اور ابھی اس کو کراچی بھی جانا ہے آگے بڑھا کہ مردِ کامل کی بیعت کرتا ہے دعا کرتا ہے اور پھر دوسرے دن جمعہ کی نماز ادا کر کے صوفی بشیر کا شکریہ ادا کر کے کراچی کے لئے روانہ ہو جاتا ہے -

جلسہ

مدرسہ برکات الاسلام چک نمبر ۲۰۵ رب وزیر والا نزد لائل پور کا چوتھا عظیم الشان تبلیغی اجتماع انشاء اللہ بتاریخ ۲۸، ۲۹ ستمبر ۱۹۶۳ء بروز ہفتہ اتوار منعقد ہوگا جس میں مندرجہ ذیل علمائے کرام خطاب فرمائیں گے ——

۱- مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری ناظم اعلٰے مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان
۲- مولانا محمد لقمان صاحب مبلغ ختم نبوت
۳- مولانا انیس الرحمٰن صاحب لدھیانوی
۴- مولانا عبدالعلیم صاحب مدرس اشرف المدارس
۵- مولانا محمد امین صاحب گنجی
۶- مولانا محمد علی جانباز سمندری

(المعلن - رشید احمد لائل پور)

اصلی حقیقت کتابچہ زیر طبع ہے
ٹکٹ نہ بھیجئے - (ادارہ)

بقیہ ازواج مطہرات صفحہ ۸ سے آگے

انتقال ہوگیا تو فاروق اعظم رضؓ نے حضرت عثمانؓ سے حضرت رقیہؓ کی وفات کے بعد پیغام دیا۔ مگر آپ اس وقت بہت مغموم تھے اس لئے آپ نے یہ کہہ کر کہ سوچ کر جواب دوں گا، ٹالدیا حضرت عمرؓ نے یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ حق تعالےٰ عثمانؓ کو تمہاری لڑکی سے بہتر بی بی اور تمہاری لڑکی کو خاوند عثمانؓ سے بہتر عطا کرے گا۔ بعدہٗ آپؐ نے حضرت عثمانؓ کے نکاح میں اپنی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم کو دے دیا اور ۳ھ میں حضرت حفصہؓ سے خود نکاح کرلیا حضرت حفصہؓ کی وفات ۴۵ھ میں ہوئی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ آپ کے فضائل بکثرت ہیں۔ آپ کی مرویات سے ساٹھ حدیثیں اس وقت موجود ہیں جس میں چار متفق علیہ ہیں۔

(۵) ام المومنین حضرت زینب رضؓ

آپکے والد کا نام خزیمہ بن حارث ہے۔ پہلا نکاح آپکا طفیل بن حارث بن عبدالمطلب سے ہوا جب اس نے طلاق دی تو عبیدہؓ بن حارث سے جو کہ طفیل کے بھائی تھے نکاح کیا جب عبیدہ غزوۂ بدر میں شہید ہوئے تو بعد انقضائے عدت بماہ رمضان ۳ھ میں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں اور کنیت آپ کی بسبب اطعام مساکین وشفقت ورحمت واحسان کرنے کے ام المساکین تھی صرف آٹھ مہینہ زندہ رہیں یعنی ماہ ربیع الثانی ۴ھ ہجری میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں

۶۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضؓ

آپ ابو امیہ سہل بن مغیرہ مخزومیہ کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کا نام ہند تھا اور کنیت ام سلمہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی عاتکہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں، پہلے خاوند آپ کے ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد تھے۔ ان سے عمر وسلمہ وزینب ودرہ پیدا ہوئے جب ابوسلمہ غزوۂ احد میں مجروح ہوکر فوت ہوگئے تو آپ کو بہت رنج ہوا اور آپ نے ایک دعا پڑھنا شروع کی جس کی نسبت بروایت اپنے خاوند سُنا تھا کہ جس شخص کو کوئی مصیبت پہنچے اور ان کلمات کو زبان سے کہے۔ تو اللہ تعالےٰ اس کو اس فوت شدہ چیز سے بہتر عنایت کرے گا وہ دعا یہ ہے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ٥ اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ اَحْتَسِبُ مُصِيْبَتِيْ هٰذِهٖ اَللّٰهُمَّ اخْلُفْنِيْ فِيْهَا خَيْرًا۔

آپ اس دعا کو پڑھتی تھیں۔ مگر دل میں کہتی تھیں ابوسلمہ سے بہتر خاوند کہاں مل سکتا ہے ؟

اس دعا کا ثمرہ یہ ہوا کہ بعد انقضائے عدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا پیغام حاطب ابن بلتعہ کے ذریعہ سے بھیجا تو ام سلمہ نے کہا کہ اب بوڑھی ہوں اور میرے بچے یتیم ہیں یہ حال سنکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جناب ام سلمہ کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ میں تجھ سے عمر میں زیادہ ہوں، اور خدا، اور رسول یتیموں کا کفیل ہے۔ تب ام سلمہ نے شوال ۴ھ میں بعوض دس درہم مہر کے آنحضرت کے ساتھ نکاح کرلیا۔ آپ کی وفات شہادت حضرت حسین رضؓ کے بعد بعمر ۸۴ سال ۶۱ھ میں ہوئی۔ روایات آپ کی کتب حدیث میں تین ۳۷۸ چہتر ہیں آپ کا مدفن بھی جنت البقیع ہے

(ماخوذ حرم)

بقیہ احادیث الرسولؐ

انا للہ وانا الیہ راجعون (اور کہتا ہے) اے اللہ میری مصیبت میں مجھ کو ثواب عطا فرما، اور جو چیز ضائع ہوئی اس سے بہتر اس کا بدلہ عطا فرما، مگر یہ کہ اللہ تعالےٰ اس کو اس کو اس کی مصیبت پر جزا عطا فرماتا ہے، اور اس سے بہتر بدلہ عطا فرما دیتا ہے، حضرت ام سلمہ رضؓ بیان کرتی ہیں کہ جب ابوسلمہ رضؓ کا انتقال ہوگیا تو میں نے (یہ کلمات کہے) جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا تھا۔ تو اللہ رب العزت نے ابوسلمہ رضؓ سے بہتر میرے لئے خلف عطا فرمایا، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسلم)

حسین کہ گویا ہے کے نیک بندوں کے درجات

میں یہ سمجھتا ہوں کہ اہل عرفان اور ارباب بصیرۃ کی معرفت اور تجرباتی اصطلاحی ضابطوں میں جب یہ طے ہوچکا ہے کہ صدیق اور ابدال ایک مقام اور منصب کے دو نام ہوں۔ اور ہر دور میں متعدد صدیق اور ابدال مختلف اقطار میں ہوتے ہیں۔ اور حضرت مولاناؒ کے زہد وقناعت صبر وشکر فقر وتوکل اذکار واشغال اعمال خیر اور ان میں اکثار کتاب وسنت کی تبلیغ ودعوت اور اس راہ میں استقامت اور اذیتوں کی برداشت اور اطمینان جیسے عزائم امور کے پیش نظر اگر حضرت مولاناؒ کو اپنے عہد کا صدیق اور ابدال یقین کیا جائے۔ تو اس میں کسی صاحب کو انکار ونکیر کی ضرورت نہیں لاحق ہونی چاہئے۔



قبول اسلام

تحصیل اوتھل ضلع لس بیلہ سندھ میں قوم میگوار کے ۹ افراد مولانا محمد صدیق خطیب جامع مسجد کے دست حق پرست پر اسلام لائے۔ اللہ تعالےٰ استقامت بخشے۔ آمین۔

(جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا لفافہ کا آنا ضروری ہے)



اِخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

از عبدالہادی، عشرت قلعہ گوجر سنگھ ___ لاہور

نبی کریمؐ چالیس ۴۰ برس کی عمر میں تمام عالم کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے آپؐ نے دینِ حق کی تبلیغ عمر کے آخری لمحہ تک کی۔ قلیل مدت میں عرب و عجم صدائے حق سے روشناس ہو گیا۔ اتنی کم مدت میں حق کی ترقی خدا کی نصرت و تائید کے ساتھ ساتھ آپؐ کے اخلاق مبارک کا نتیجہ تھی۔ اس سے پہلے کہ اخلاق نبویؐ پر لکھا جائے۔ ہمیں یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ آخر اخلاق کسے کہتے ہیں

اخلاق سے مراد

دوسروں کے ساتھ شائستگی سے پیش آنا یا حسنِ سلوک کو اخلاق کہتے ہیں بہترین خلق یہ ہے کہ ہم دوسروں کے ساتھ وہ سلوک کریں جو ہم اپنے لئے چاہتے ہیں۔

عہدِ بچپن

بچپن کے عہد میں ہی آپ دوسرے بچوں کے مقابلے میں بالکل مختلف تھے۔ آپ کھیل کود کو پسند نہ فرماتے تھے، ہمیشہ سچ بولتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ صادق و امین کہلائے۔ آپ اہل مکہ کی مجالس میں جانا بھی پسند نہ فرماتے صرف دو مرتبہ آپ نے اس قسم کا ارادہ فرمایا۔ لیکن وہاں پہنچ کر آپ پر نیند غالب آ گئی، اور آپ سو گئے۔

نبوت سے پہلے

اہل عرب بت پرستی میں مبتلا تھے۔ خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ خدا بنا کر رکھے ہوئے تھے۔ ان کو معبود مانتے ان ہی سے مرادیں مانگتے۔ ان پر قربانیاں پڑھاتے۔ آپؐ کو بت پرستی سے سخت نفرت تھی۔ ان بتوں پر چڑھایا ہوا کھانا پسند نہ فرماتے تھے

ایک مرتبہ ایک کافر نے آپؐ کی دعوت کی، دعوت میں گوشت بھی تھا آپؐ نے صاف فرما دیا کہ "میں ان بتوں کے نام پر چڑھا ہوا گوشت کھانا نہیں چاہتا۔"

خدا پر بھروسہ

کفار نے جب آپؐ کے چچا ابوطالب سے آپ کی شکایت کی۔ ابوطالب نے آپؐ سے کہا کہ "جان من مجھ پر اتنا بار نہ ڈالو کہ جسے میں برداشت نہ کر سکوں۔ آپؐ نے فرمایا "چچا اگر یہ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے پر چاند بھی رکھ دیں تو میں دینِ حق کی تبلیغ سے باز نہ رہ سکوں گا

اس تبلیغ میں یا تو اللہ تعالےٰ حق کو غالب کر دے گا، یا میں اس کوشش میں ختم ہو جاؤں گا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ دینِ اسلام کو تمام دینوں پر غالب کر دیا۔

درگزر

کفار آپؐ کو سخت تکالیف دیتے آپ پر پتھر پھینکتے۔ راستے میں کانٹے بچھا دیتے، کبھی مجنوں اور پاگل کہہ کر پکارتے۔

ایک دفعہ آپؐ نماز ادا کر رہے تھے کہ آپؐ پر اونٹنی کی اوجھ، گندگی ڈال دی گئی۔ آپؐ نے ایک لفظ بھی برا نہ کہا۔

ایفائے عہد

صلح نامہ حدیبیہ (۶ھ) کی ایک شرط یہ تھی کہ اگر مدینہ سے کوئی مسلمان مکہ چلا آئے تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔ مگر اگر اہل مکہ کا کوئی آدمی مدینہ چلا آئے تو اسے واپس کر دیا جائے۔ سفیر قریش سہیل بن عمر کے بیٹے ابوجندل دولت ایمان سے مالا مال ہو چکے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا زخمی جسم دکھا کر فریاد کی کہ اسے اب کفار کے حوالے نہ کیا جائے۔ مگر شرط کے مطابق انہیں دوبارہ کفار کے حوالے کیا گیا۔

رحم وکرم

۸ھ کو مکہ فتح ہوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خون کے پیاسے عربوں کو بھی معاف فرما کر عفو و درگزر کی ایک ایسی مثال قائم کر دی جو قیامت تک نہ مِل سکے گی۔

بچوں پر شفقت

بچوں کے قریب سے گزر فرماتے تو ان کو خود السلام علیکم کہا کرتے ان کے سر پہ ہاتھ رکھتے اور انہیں گود میں اٹھا لیتے۔

بوڑھوں پر عنایت

فتح مکہ کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ اپنے بوڑھے ضعیف فاقد البصر باپ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیعت اسلام کرانے کے لئے لائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم نے بوڑھے کو کیوں تکلیف دی۔ میں خود ان کے پاس چلا جاتا۔

جود وکرم

سائل کو کبھی رد نہ فرماتے، زبان مبارک پر حرف انکار نہ لاتے۔ اگر کچھ بھی دینے کو پاس نہ ہوتا تو سائل سے عذر کرتے۔ گویا کوئی شخص معافی چاہتا ہے۔ ہمیں بھی چاہیئے کہ حضورؐ کے اخلاق حسنہ کی پیروی کریں۔ اللہ توفیق بخشے

٢٧ ستمبر ١٩٦٣ء

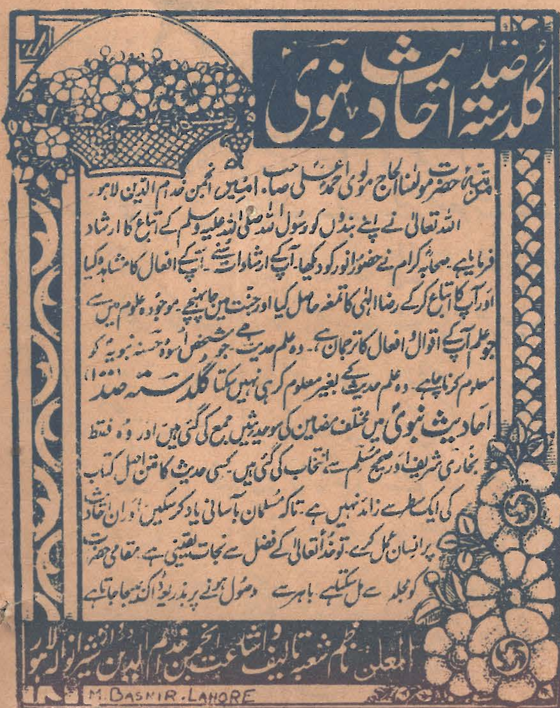
خدام الدین لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ٦٠٤٧

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (١) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ٧/١٦٣٢١ مورخہ ٣ مئی ١٩٥٦ء (٢) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ٢٧٣٠-٢٤٨١ مورخہ ٧ ستمبر ١٩٥٦ء



ہدیہ پچاس پیسے ۔ محصولڈاک ایک روپیہ علیحدہ



الائیٹ انک

بلند معیاری ہی کے سبب مقبولِ عام ہے

ایس این پروڈکشنز، پوسٹ بکس نمبر 141 لاہور

یہاں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

مینجر

انجمن خدام الدین لاہور کی طرف سے شائع شدہ

قرآن عزیز

دیدہ زیب

رنگین

بہ تجزیۂ جدیدہ

عکسی طباعت سے مزیّن

مرتبہ حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنتِ شاقہ کے بعد چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

ھدیہ

مجلّد قسم سوم	مجلّد قسم دوم	مجلّد قسم اوّل
مکینیکل گلیز کاغذ	کرنافلی سفید کاغذ	آفسٹ پیپر
٩/- روپے	١٢/- روپے	٢٠/- روپے

محصولڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہوگا۔

فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔

وی۔پی نہ بھیجا جائے گا۔

تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں۔

المعلن ناظم شعبۂ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

قرآن مجید

(سندھی ترجمہ)

شیخ المشائخ قطب الاقطاب اعلیٰ حضرت مولانا و سیدنا تاج محمود امروٹی نور اللہ مرقدہٗ

رعائتی ہدیہ

ہدیہ فی جلد ٥/٥٠ روپے ڈاک خرچ ١/٥٠ روپے کل ٧/- روپے ۔ پیشگی بھیج کر طلب کریں